وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

الحمد للہ کہ نعتیہ دیوانِ بلاغت عنوان یوسفِ مصرِ معانی شاہدِ رعنائے شیوا بیانی
ثمرۂ نہالِ ارادت و اعتقاد گلدستۂ ریاحینِ فوائد الفواد یعنی



نتیجۂ افکارِ گہربار وزارت پناہ فتوت دستگاہ راجۂ راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر کے سی آئی ای
یمین السلطنت پیشکار و وزیر اعظم دولتِ آصفیہ المتخلص بہ شاد تلمیذِ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ

در محبوب پریس حیدرآباد دکن جلوۂ ظہور نمود

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین

الحمد للہ کہ نعتیہ دیوانِ بلاغت عنوان یوسفِ مصرِ معانی شاہدِ رعنائے شیوا بیانی

ثمرۂ نہالِ ارادت و اعتقاد گلدستۂ ریاحینِ فوائد الفواد یعنی



۳۰

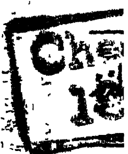
۳۱

فہرستِ مطالعِ دیوان

مطلع			نمبر
	ردیفِ الف		
یارب ترے حبیب کا جلوہ کہاں نہ تھا		عرشِ عظیم برکہ تہ آسمان نہ تھا	۱
ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا		سازگار اپنا زمانا ہو گیا	۳
ہو حبیبِ خدا یا رسولِ خدا		خاتم الانبیا یا رسولِ خدا	۵
نور الہدے لخیر الورے		شمس الضحے بدر الدجے	۷

محمد ۳۰

۳۱



مطلع

نمبر صفحہ	مطلع	

مخمس

قصیدہ

سلام





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

۲۰ رجب سنہ ۱۳۱۸ھ

عرشِ عظیم پر کہ تہِ آسمان نہ تھا
یارب تری حبیب کا جلوہ کہاں نہ تھا

معراج مین حضور ہوی جبکہ باریاب
بس آپ تھی اکیلی کوئی اور وان نہ تھا

احمدؐ کے در پہ اسلیے مین جبہہ سا رہا
سجدی کی لائق اور کوئی آستان نہ تھا



تڑپایا کسلیے مجھے اپنے فراق مین | منظور آپکو جو مرا امتحان نہ تھا
اک آپ ہی کی یاد رہی نزع مین رفیق | پاس اور کوئی میری دم امتحان نہ تھا
جلوہ فگن تھا نور جبھی سے حضور کا | ہستی کا عرش و فرش کی وہم و گمان نہ تھا
پوچھا کبھی نہ آپ نے کیا حال ہے ترا | اتنا خیال بھی مرا ایجان جان نہ تھا
لاکھون پیامبر تھے مگر شان کبریا | اس شان کا اس آن کا کوئی جوان نہ تھا
معراج مین حضور جو مدعو خدا کے تھے | خلوت تھی کوئی اور وہان میہمان نہ تھا
ہوتے تھے صدقے جان سے حور و پری جن | اس مرتبے کا کوئی بشر بیگمان نہ تھا
عصر تک دم قدم سے یہ رونق بڑھی ہے سب | اسلام کا جہان مین پہلے نشان نہ تھا

کیون درد و غم کی تشنہ کا کچھ بھی دوا نہ کی

کیا اُسکا حال آپ پہ حضرتِ عیان نہ تھا

۲۰ رجب سنہ ۱۳۱۸ھ

سازگار اپنا زمانا ہوگیا
ہند سے طیبہ کو جانا ہوگیا

ہمنے خود نقلِ مکان یہان سے کیا
موت کا تو اک بہانا ہوگیا

دفن یثرب مین ہوا لاشہ مرا
اب مسافر کا ٹھکانا ہوگیا

بت پرستی اب کہان باقی رہی
اُسکو چھوڑے اک زمانا ہوگیا

در پہ تیرے کیون نہون مین جبہہ سا
قبلہ تیرا آستانا ہوگیا

تیرِ مژگان کو ہی میری دلسی اُنس
صید یہ اُنکا نشانا ہوگیا

کھو کے اپنے کو اُسی حاصل کیا
لو دلِ وحشی سیانا ہوگیا

جب سی وحدت کا ہوا دلکو خیال
تھا جو بیگانہ یگانا ہوگیا

پھر پلٹ آئی گلستان مین بہار
اپنا آباد آشیانا ہوگیا

مست رہتے ہین خدا کی یاد مین
مے کشی چھوٹے زمانا ہوگیا

ہر طرف ہی اسکی صورت جلوہ گر
دل مرا آئینہ خانا ہوگیا

کافر و مومن یہ دونون ایک تھی
صرف ملت کا بہانا ہوگیا

اپنا مشرب ہوگیا اب صلحِ کل
دل جو نادان تھا وہ دانا ہوگیا

کفر چھوڑا پی کے مے توحید کی
رنگِ شاد اب عاشقانا ہوگیا

۱۵- محرم سنہ ۱۳۱۹ھ

خاتم الانبیا یا رسولِ خدا — ہو حبیبِ خدا یا رسولِ خدا

بعد اللہ کے آپکی ذات ہے — شاہِ ہر دو سرا یا رسولِ خدا

کیون نہ پُر نور ہو دو جہان آپسی — آپ نورِ خدا یا رسولِ خدا

لفظِ احمد مین شامل ہی لفظِ احد — رب سی کب ہو جُدا یا رسولِ خدا

مجکو روزِ ازل سے تمہارا ہی عشق — تمپہ ہون مبتلا یا رسولِ خدا

سیدھی رستی سے کیون ہونگی گمراہ ہم — آپ ہین رہنما یا رسولِ خدا

کر رہا ہے فلک مجپہ ظلم و ستم — بی سبب بے خطا یا رسولِ خدا

دو جہان مین ہی کافی مری واسطی — آپکا آسرا یا رسولِ خدا

ہون گنہگار مین بخشواؤ مجھے — یا شفیع الورا یا رسولِ خدا

صاحبِ تاج ہو شاہِ لولاک ہو | تم ہو خیر الوریٰ یا رسولِ خدا
آپکی خاکِ پا ہو میسّر اگر | ہو مجھے کیمیا یا رسولِ خدا
ہجر کا ہے مرض سخت بیمار ہون | وصل کی دو دوا یا رسولِ خدا
تمکو دیکھا تو دیکھا خدا کا جمال | تمتو ہو حق نما یا رسولِ خدا
میری دل سی مٹے ماسوا کا خیال | ہی یہی مدعا یا رسولِ خدا
میری مشکل بھی للہ آسان ہو | تم ہو عقدہ کشا یا رسولِ خدا
اب نظر خواب مین بھی نہین آتی ہو | کیون ہو مجھ سی خفا یا رسولِ خدا
سُوے طیبہ مجھی یاد فرمایئے | جی ہی گھبرا گیا یا رسولِ خدا
مرتے دم آپکا مجکو دیدار ہو | یا رسولِ خدا یا رسولِ خدا

آپکے نام کی رٹ لگی ہے مجھے
آپ پر میں فدا یارسولِ خدا

بول بالا مری شاہِ آصف کا ہو
ہے مری یہ دعا یا رسولِ خدا

ہجرؔ رکھو بچے آل و اولاد سے
ہے یہی التجا یا رسولِ خدا

غرۂ محرم ۱۳۱۹ھ

شمس الضحی بدر الدجے
نور الہدے خیر الورے

میری شفاعت تم کرو
یا شافعِ روزِ جزا

سب سی فزون ہے مرتبہ
ہین آپ فخرِ انبیا

بعد از خدا ہین آپ ہی
کیا شان ہے صلِّ علے

بلواؤ طیبہ مین سب مجھے | اے میرے شاہِ دوسرا
اے دستگیرِ بیکسان | تم ہو ضعیفون کے عصا
محبوب آپ اللہ کے | ہے آپ سے راضی خدا
بیمار ہون فرقت کا مین | اس درد کی کیجے دوا
ہے ذات تیری شانِ رب | مین یہ کہو نگا برملا
دیکھون تجھے مین ہر دم | آئے نظر جلوہ ترا
ہان رہنمائی کیجیے | پیغمبرون کے پیشوا
کیا فخر ہو اور اب مجھے | کہلاتا ہون مین آپ کا
جب یاد تیری دل مین ہو | کب ہو خیالِ ماسوا

ہوتی نہین کچھ بندگی	گھیرے ہین یہ حرص و ہوا
وہ نور ہے رخ کا ترے	خورشید کو کردے سُہا
پاس اپنے مجھکو کھینچ لو	مین کاہ ہون تم کہربا
حل کیجیے عقدے مرے	ہین آپ ہی مشکلکشا
دونون جہان مین اک تمھین	ہو مصطفیٰ اور مجتبیٰ
آصف رہین فیروزمند	دل سے ہے میری یہ دعا

دلشاد رکھہ تو شاد کو
حق سے یہی ہے التجا

۳ - ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

دل مین کب عشقِ محمدؐ سے پیدا نہوا
مشکبو زلفونکا کسدن مجھے سودا نہوا

ہوگئی وصلِ حقیقی کی حقیقت معلوم
شب معراج کسی بات مین پردا نہوا

انبیا سارے جلومین تھی عنان گیر خرام
چاند تارون مین رہا رات کو تنہا نہوا

گرمیِ عشق نے پھیلائی ہی ایسی خشکی
موج زن اشک مرا روکشِ دریا نہوا

نیست اور ہست مین جو فرق ہی وہ ظاہر ہے
فہم مین اسکی کب آیا ہے جو دانا نہوا

ایک قطرے مین ہوئی بحر کی ہستی پنہان
کفِ سیلاب مگر صورتِ دریا نہوا

ہون گرفتارِ وفا خانۂ زندان معلوم
عاشقِ یار رہا طالبِ دنیا نہوا

مقدمِ سیل سے دریا کی ہی عظمت پیدا
قطرۂ آب کبھی رونقِ دریا نہوا

روح جائیگی مدینے کو زیارت کے لیے
جسم خاکی کو اگر جانے کا یارا نہوا

شاد نے کعبہ بنایا ترے در کو کعبہ
جبھی سا کعبہ سے در پہ مرے مولیٰ ہوا

۴- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

یا نبی ہجر میں دشوار ہے جینا اپنا
رشکِ گلزار بنا داغوں سے سینا اپنا

اُسکا ہر رنگ میں جلوہ نظر آئیگا ضرور
کھولکر دیکھے کوئی دیدۂ بینا اپنا

دلِ حسرت زدہ کی پیاس بُجھا دی ساقی
بھر دی ساغر کو مرے کھولدی مینا اپنا

نقشِ حبِ آپکا ہو جائے جو کندہ دل پر
کرے تسخیرِ سلیمان کو نگینا اپنا

نشۂ عشق سے سرشار رہا کرتا ہوں
شغل ہے بادۂ توحید کا پینا اپنا

داغ پر داغ دیے ہائے ستمگر نے مجھے
ق
یوں نکالا فلکِ پیر نے کینا اپنا

سچ ہی ازل سی شرافت کی توقع ہی نہین
جو ہر آخر کو دکھاتا ہے کمینا اپنا

ہر نفس ذکر مین مشغول رہی جب ہی مزہ
ورنہ حق یہ ہے کہ بیکار ہے جینا اپنا

شاد کچھ موجِ حوادث سی نہین ہمکو خطر
کہ خدا پار لگا دے گا سفینا اپنا

۴- جمادی الاول ۱۳۱۹ھ

کیون ہے بیچین الٰہی دلِ مضطر اپنا
کہ کسیطرح سے قابو نہین اسپر اپنا

جنکو کہتے ہین محمدؐ وہ ہین اپنی سلطان
جسکو کہتے ہین مدینہ وہ ہی کشور اپنا

کیون نہین روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی
کیون بگڑ جاتا ہے بن بن کی مقدر اپنا

اوج پر اپنے نہو بخت کو کسطرح سی ناز
آستانِ شہِ لولاک پہ ہے سر اپنا

حلقۂ گیسوِ احمدؐ مین پھنسا طائرِ دل | بڑھکے رہتی ہین ہما سے ہی کبوتر اپنا
پا بہوسی کی تمنا نہین نکلی اب تک | کیا ابھی دیکھین دکھاتا ہی مقدر اپنا
کون اٹھاتا ہی کہ ہم نقشِ قدم کی صورت | درِ اقدس پہ لگا بیٹھے ہین بستر اپنا
روے انور کا تصور ہے ہین آٹھ پہر | آپکے جلوی سے یہ دل ہے منور اپنا
بندے اللہ کی ہین عاشقِ احمدؐ بھی ہین | کسطرح سب سے نہو مرتبہ بڑھکر اپنا
نعت گوئی کا شرف ہمکو خدا نے بخشا | اوج پر بخت ہے یاور ہی مقدّر اپنا

بندۂ معتقد و عاشقِ صادق ہی شاد
تذکرہ سب کی زبان پر ہی یہ گھر گھر اپنا

۷ - جمادی الثانی ۱۳۲۱ھ

سرورِ الشمس الضحیٰ یا نبیٔ بدر الدجے
عقلِ کل نور الہدیٰ شاہِ دین خیر الورا

احمدِ بے میم ہے واجب التعظیم ہے
صاحب التکریم ہے مصطفیٰ بعد از خدا

ناسخِ احکام ہے حجتِ اسلام ہے
دافعِ آلام ہے وہ رسولِ مجتبیٰ

باغِ وحدت کا ہے گل اور ہے ختمِ رسل
ہر طرف ہے شور و غل اور ہے یہ ہی صدا

فرش سے جب عرش پر تک خورِ شید و قمر
ہو گیا تھا جلوہ گر حق نے سب سمجھا دیا

سیدالکونین ہے مجمع البحرین ہے
رحمتِ دارین ہے شافعِ روزِ جزا

خواجۂ ہر دو سرا مالکِ ارض و سما
گمرہوں کا رہنما سب جہان کا پیشوا

سب تجھے مفہوم ہے دل مین جو مکتوم ہے
راز سب معلوم ہے کیا کہون مین ماجرا

چارۂ آزار ہے عیسیِ بیمار ہے
حرزِ جانِ زار ہے ناتوانون کا عصا

ہے بظاہر مصطفےٰ اور باطن میں خدا
ذات سے اُسکی شہا تو نہیں اصلا جُدا

دیکھو نگار روضہ ترا نکلے گا پھر حوصلہ
جانب بطحیٰ مرا جاسے گا جب قافلا

رات دن ہی بیکلی دل میں میری کھلبلی
دیکھوں میں تیری گلی اور کہوں صلِ علیٰ

شاد کو شادان کرو اُس پہ یہ احسان کرو
مشکلیں آسان کرو اے مرے مشکلکشا

بڑھ گیا ہے پھر مرا درد جگر یا مصطفےٰ
آپ ہوں بہر خدا اب چارہ گر یا مصطفےٰ

آپکے رخسار کیا ہیں رشکِ مہر و ماہ ہیں
پھر نہ کیوں قربان ہوں شمس و قمر یا مصطفےٰ

ہی مرض فرقت کا مجھکو رات دن بے چین ہوں
کسطرح راحت سے ہو گی اب بسر یا مصطفےٰ

روضۂ اقدس کی دربانی عطا فرمائیے
تھک گیا ہوں پھرتے پھرتے دربدر یا مصطفےٰ

ہو نہ دو اپنا سفینہ ہی اگر طوفان مین
ناخدا جب تم ہو پھر ہی کیا خطر یا مصطفےٰ

مصحفِ روے مبارک کا تصور ہی مدام
ورد ہے قرآن کا شام و سحر یا مصطفےٰ

آپ ہی کے نام ہین شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
آپ ہی کا ہی لقب خیر البشر یا مصطفےٰ

اُڑکے ہین پہونچون مدینہ مین بسانِ بُوی گل
شوق کی ملجائین مجکو بال و پر یا مصطفےٰ

کچھ تو بیمارِ جدائی کو تسلی چاہیے
خواب ہی مین لیجیے آکر خبر یا مصطفےٰ

جسنے پہچانا تمھین بھولا وہ اپنے آپ کو
باخبر جو ہے وہی ہی بیخبر یا مصطفےٰ

دیکھتا ہون ذرے ذرے مین جمالِ پاک کو
ہو گئی میری نظر اب پردہ در یا مصطفےٰ

بر سرِ پرخاش ہے سارا زمانہ میرے ساتھ
مہربانی کی رہے مجھ پر نظر یا مصطفےٰ

گرتے پڑتے طے کرونگا منزلِ مقصد کی راہ
طالعِ بیدار ہو گر راہبر یا مصطفےٰ

لوگ ہنستے ہین گناہون پر مری اور شرم سے
روتی ہے ہر وقت میری چشم تر یا مصطفےٰ

یا نبیؐ صل علی صل علی صل علے
درد میرا ہے یہی آٹھون پہر یا مصطفےٰ

درد دل خاصیت درمان ابھی پیدا کرے
ہو اگر چشم عنایت چارہ گر یا مصطفےٰ

شاد ہی اک عمر سے امیدوار پابوس
حال پر اُسکے ہو رحمت کی نظر یا مصطفےٰ

ردیف ب

۲۱- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

مین دُور ہون مدینے سے فریاد یا نصیب
ابتک حضور مین ہوئی یاد یا نصیب

پایا نہ درد آہ نے کیون بے اثر ہو
فریاد کرتے ہین لب فریاد یا نصیب

ہم اور اُنکے کوچے مین نقشِ قدم نہین
افتادہ ہو تو ایسی ہو افتادیا نصیب

کسطرح اُنکی زلف کی تصویر کھینچ سکے
بل کھا رہا ہے خامہ بہزاد یا نصیب

کہتا ہے شوق لغزشِ پا سے نہ خوف کر
آغازِ عشق کی ہے یہ اُفتادیا نصیب

تشریف لائین آپ کبھی اس مکان مین
ویرانہ دل کا میری ہو آباد یا نصیب

تو اور مدینے جائے زہے طالعِ بلند
مقبول شاد تیری ہو فریاد یا نصیب

۴- جمادی الاول ۱۳۱۹ھ

میری والی مرے مولی مری سلطانِ عرب
میری محبوب خدا پیارے نبی جانِ عرب

لاکھون مبعوث پیمبر ہوی اس عالم مین
کون حضرت سا ہوا شانِ عجم جانِ عرب

شہِ مکی مدنی آپ ہی کہلاتے ہین	آپکے تحت تصرف ہین ہی میدانِ عرب
چمنستانِ نبوت کا وہ ہی سروِ سہی	اُسکے دم سے ہی تر و تازہ گلستانِ عرب
بُلغا مان گئی سارے بلاغت کو تری	اور قائل ہین فصاحت کے فصیحانِ عرب
دھاک وہ تیری شجاعت کی ہی دلپر بیٹھی	نام سُن سُن کے لرزتے ہین شجاعانِ عرب

ہندی و رومی و مکی مدنی سب ای شاد
جان و دل سی ہین مطیع شہِ ذیشانِ عرب

۲۳- شوال سنہ ۱۳۱۹ھ

جو تمنا ہے مری دل کی دکھا دی یارب	مژدۂ راحتِ جان جلد سُنا دے یارب
ہان بس اب بادۂ توحید عطا کر مجھکو	جلوہ ہر رنگ مین تو اپنا دکھا دے یارب

یہ دعا ہی کہ اگر بادِ صبا آج آئے
کچھ نویدِ طرب آمیز سُنا دے یارب

ملک بکے ما و شما کے یہ رہین گی جھگڑی
خوابِ غفلت سے ہمین جلد جگا دے یارب

ناخدا تیرے سوا کوئی نہین ہی اپنا
بحرِ عصیان سی ہمین پار لگا دے یارب

ہے تمنا کہ مدینے کی زیارت کرلون
اپنی محبوب کا تو روضہ دکھا دے یارب

زندگی ہی مین چکھا دے مے توحید ہمین
یہ لگی دلکی جو ہی اسکو بجھا دے یارب

تابشِ مہرِ قیامت کی ہمین تاب نہین
دامنِ احمدِ مرسلؐ کی ہوا دے یارب

دین و دنیا مین کہین ہو نہ مری رسوائی
عیب جتنی ہین مری اُنکو چھپا دے یارب

موت کے آنیکا کچھ خوف نہین ہی مجھکو
تو مدینے مین اگر حکمِ قضا دے یارب

مرض ہجر کا بیمار ہے مدت سی یہ شادؔ

دارو وصلِ محمدؐ سے شفا دی یارب

ردیف پ

۱۲- ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ

سوئے طیبہ مجھے بلوائیں آپ
یا کبھی خواب ہی میں آئیں آپ

سپئے دیدار ترستا ہوں میں
جلوہ اپنا کبھی دکھلائیں آپ

بندہ پرور کی کریمی سے یہ
ہم گنہگار ہوں شرمائیں آپ

اَرِنی کہنے کی طاقت نہ رہی
اَب تو خادم کو نہ ترسائیں آپ

دین و دنیا کی ہو دولت حاصل
یا نبیؐ گر مجھے ملجائیں آپ

شاد کے حال پہ اتنا ہو کرم

وہ جو مانگے اُسے دلوائیں آپ

ردیف ت

۳- ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ھ

کیا کرے لیکے جو ہو عاشقِ حضر جنت
واعظا تیرے لیے ہے یہ غنیمت جنت

کیا کریں لیکے مکاں گر نہ ملے ہمکو مکیں
کہ نہیں طالبِ مولیٰ کو یہ دولت جنت

دل کے داغوں نے کھلایا ہے چمن بعد فنا
کیوں نہ ہو اپنے لیے گوشۂ تربت جنت

جنبشِ تارِ نفس سے ہے صدا ہُو ہُو کی
کہ دکھاتی ہے یہی صورتِ وحدت جنت

ماسوا سے غرض انسان نہ رکھیگا اگر
پھر نہ ہرگز وہ کہیگا کہ ملے جنت جنت

حسرت افزا ہے محمدؐ کی جدائی یارب
کسطرح ہوگی بھلا بستر راحت جنت

جسکو ہو اپنے گناہوں سی خجالت حاصل
کھینچ لیگی اُسی دوزخ سے بالفت جنت

جسکو حاصل ہو مدینے کی زیارت ابدل
اسی طاعت کے عوض ہوگی عنایت جنت

بیٹھکر شاد کرو گوشے مین اللہ اللہ
مل ہی جائیگی تمہین روز قیامت جنت

ردیف ث

۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ

یانبی بیچین ہون بھر زیارت الغیاث
مہر اوج معرفت ماہِ رسالت الغیاث

تابکے محرومیِ قسمت کا مین شکوہ کرون
روضۂ اقدس کی ہوجائے زیارت الغیاث

آپ ہی کا ہے وسیلہ عاصیون کیواسطے
الغیاث اے شافعِ روزِ قیامت الغیاث

کیا کرون جنت کو لیکر آپکا عاشق ہون مین — ہی فقط دیدار کی خادم کو حسرت الغیاث

دیر کیا ہی آئیے بخشش کا مژدہ دیجیے — آپکی ہی ذات رحمت بھر امت الغیاث

آپکے در کی گدائی فخر ہے میرے لیے — کیا کرون مین لیکی حشمت اور شوکت الغیاث

کہتے ہین اکثر مسلمان مجھکو کافر یا نبی — ق — مجھپہ تہمت دھرتے ہین اہل شریعت الغیاث

میرا مسلک اور ہی اور انکا مذہب اور ہے — کیا یہ جانینگے بھلا رمز طریقت الغیاث

گوہر مقصود جو ہے تمنا کی آجاے ہاتھ
جوش زن ہو جلد اب دریای رحمت الغیاث

ردیف ج

۱۲- ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ

ہے نبوت کا تمہارے سرتاج | بزم توحید کے تم ہی ہو سراج
کہتے ہین آپ کو سب ختم رسل | اسلیے آپ ہین سب کے سرتاج
دردمندونکے مسیحا ہین حضور | دردِ دل کا مرے ہوجائی علاج
جوش زن آپکی الفت یہ ہوئی | دل مرا بنگیا بحرِ موّاج
الغیاث اے مری سلطان کہ ہوا | ملکِ دل چرخ کے ہاتھون تاراج
مَومنو موت جسے کہتے ہین | عشقبازون کو لیے ہے معراج
کیا کرون عرض مین دل کا احوال | ق کیا کہون کیون ہی پریشان مزاج
آپ سے حال نہین پوشیدہ | آپکے ہاتھ مین ہے میرا علاج

دلِ ناشاد کو اب کیجیے شاد

بس اسی بات کا مین ہون محتاج

غرۂ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ

کیا تم سے کہون راز کہ کیا تھا شب معراج
تھا عرش وہ یہ حدت کا تماشا شب معراج

احمدؐ پہ کھلا عقدہ احد کا شب معراج
تھی شانِ خدا شانِ معلی شب معراج

حاضر ہوے لینے کیلیے آپکو جبریلؑ
سامان ہوے جبکہ مہیا شب معراج

کہتے ہین احد کسکو کسے کہتے ہین احمدؐ
عالم پہ ہوا حل یہ معما شب معراج

خود ذات ہی تھی احمد و محمود و محمدؐ
آئینۂ عرفان مین جو دیکھا شب معراج

کہتے ہین بسیط اُسکو کہ ہو جزو نہ اُسکا
اس رمز کو اس بھید کو پایا شب معراج

جھگڑا تھا جو دنیا مین ازل اور ابد کا
اُسکو بھی محمدؐ نے چکایا شب معراج

کہتے جسے عرفان میں معراج یہی ہے | حضرت نے وہاں جاکے کیا پا شبِ معراج

اک قربِ فرائض ہی دگر قربِ نوافل | یہ دونوں کے دونوں تھے یکجا شبِ معراج

تھے سارے نبی ساتھ محمدؐ کے جلو میں | الیاسؑ خضرؑ عیسیٰؑ و موسیٰؑ شبِ معراج

یک ذات جو ہو جائے اُسی کہتے ہیں توحید | تھا یہ ہی فقط ایک نتیجا شبِ معراج

قوسین کا تھا فرق خدا اور نبیؐ میں | حائل نہ رہا کوئی بھی پردا شبِ معراج

ارواج کا اجماع تھا افلاک پہ اُس شب | وحدت میں تھا کثرت کا تماشا شبِ معراج

خورشید کے مانند عیاں ہوگیا سب کچھ | کچھ بھی نہ رہا آپ سے اخفا شبِ معراج

مَنْ اَیْنَ اِلیٰ اَیْنَ وَ مَا الحَاصِل فِی البَیْن | اس امر کی ظاہر ہوی معنیٰ شبِ معراج

عاشق مجھے احمد کا نہیں کہتے مسلمان | دے آکے گواہی تو خدا را شبِ معراج

یہ رمز یہ اسرار ہین ای شاد سمجھ لے | بندہ ہی حقیقت مین تھا مولیٰ شب معراج

ردیف ح

۱۸- ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۰ھ

بطحا کو جانے کیلیے ہے تیری کیا صلاح | ای بیقرار دل تو خدارا بتا صلاح

میرا شفیق تیرے سوا اور کون ہے | کوئی بھی مجھکو دیگا نہ تیری سوا صلاح

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست | واعظ سے جا کی کیا مین بھلا پوچھتا صلاح

سوے مدینہ کھینچ رہا ہے یہ جذب شوق | ای دل بتا تو کوئی بھی بہر خدا صلاح

وہ راہ کونسی ہے جو ہو ایکدم مین طی | مجھکو خضر جو ملتی تو مین پوچھتا صلاح

ہر چند چاہتا ہون کرون ضبط اضطراب | پر دل کا کیا علاج ہی ناصح بتا صلاح

پیرِ مغان سے چلکے کرو شاد مشورہ
مجھکو یقین ہے کہ وہ دیگا بجا صلاح

ردیف۔ د

۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

اللہ کا دربار ہے دربارِ محمدؐ
اعلیٰ سے بھی اعلیٰ ہے یہ سرکارِ محمدؐ

شرمائین نہ کیونکر چمنِ خلد کی غنچے
پھولونسے بھی نازک ہین یہ رخسارِ محمدؐ

طاقت ہی بھلا کسکی بجز خالقِ اکبر
جو ہر دو جہان مین ہو خریدارِ محمدؐ

اسواسطے ہین دردِ محبت کے طلبگار
راحت ہے ہر اک کے لیے آزارِ محمدؐ

ہین پھول اسی باغ کی سب کافر و مومن
یہ گلشن ایجاد ہے گلزارِ محمدؐ

تنزیہ مین کچھ اور ہی تشبیہ مین کچھ اور
انکارِ خدا کیون نہوا انکارِ محمدؐ

جو بندی کہ ہین خاص وہی جانتی ہین کچھ
ہر کوئی نہین جانتا اسرارِ محمدؐ

وحدت کا جو طرہ ہی انہین کو وہی زیبا
ہے تاج نبوت کا سزاوارِ محمدؐ

اللہ سمجھ کر جو کرے سجدہ بجا ہے
کافر نہین ہے شاد پرستارِ محمدؐ

۲ - رمضان ۱۳۲۵ھ

رضائے خدا ہی رضائے محمدؐ
ثنائے خدا ہی ثنائے محمدؐ

محمدؐ مین احمدؐ مین اصلا نہین فرق
لقائے خدا ہی لقائے محمدؐ

وہ ہی شخص تو عکس سکا ہی ہے
بقائے خدا ہی بقائے محمدؐ

کھلا عقدہ قرب نوافل کا دل پر
صدائے خدا ہی صدائے محمدؐ

شہنشاہ اک ہی مگر نام دو ہین
گدائے خدا ہی گدائے محمدؐ

وجود ایک ثابت ہوا جب تو پھر کیا
قبائے خدا ہی قبائے محمدؐ

نہ سمجھو اُسے بیزبان جسکا ہر گز
ندائے خدا ہی ندائے محمدؐ

ردیف ذ

۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

یا محمدؐ ہے غم الفت لذیذ
تیرے سودائی کو ہی وحشت لذیذ

دیکھنے والے جو ہین صورت تری
انکو ہر دم ہے فقط حیرت لذیذ

بنگئے ہین جو تری در کے فقیر
ہی اُنہین کب شوکت و عظمت لذیذ

چاہنے والونکو تیرے یا حبیب
ہو نہ کیونکر عشق کی دولت لذیذ

ہو گیا جب بادۂ الفت حلال
کیون ہو میخوارونکو پھر حرمت لذیذ

جنکا تکیہ ہے توکل اے خدا
ہو انہین کیون خوبیِ قسمت لذیذ

عشق کے اے شاد جو قیدی ہوے
کب انہین ہے مذہب و ملت لذیذ

ردیف ر

۱۶ ذیحجہ ۱۳۱۸ھ

مر کے عاشق جو سوِ خلد گئی بن بنکر
ناز کرنے لگی ہر حور سہاگن بنکر

عشق مین زلفِ محمد کی مری جان چلی
یہ پری اڑکے مجھے ڈسگئی ناگن بنکر

ہو نہ آلودہ کہین جامۂ ہستی تیرا
پیچھے لپٹی ہی یہ دنیا تری پاپن بنکر

آرزو نغمہ سرائی کی ہی وصفِ شہ مین
باغِ یثرب مین رہون طائرِ گلشن بنکر

نظرِ لطف نے اے شافعِ روزِ محشر
ڈہانپی سب میری گنہ سایۂ دامن بنکر

دم گریہ جو ترا نام جپون یا مولا
کام دین اشک مسلسل مری سمرن بنکر

عشقِ احمد جو مجھے تہا تو لحد مین چمکا
میرا ایمان چراغِ تہ دامن بنکر

تہا دمِ نزع تصور جو مجھے حضرت کا
خلد کو روح گئی میری سہاگن بنکر

آپکی مجھکو مدد ہو تو بچون گا ورنہ
یہ فلک پیچھے پڑا ہی مری دشمن بنکر

خاک ہو زیب جبین شاہ مدینہ کی اگر
حشر کے روز نظر آئے وہ چندن بنکر

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

پا گئے اللہ کو ہم مصطفےٰ کو دیکھکر	وہ محمدؐ جسنے باتین کین خدا کو دیکھکر
سورۂ واللیل کا حافظ ہوا اک رات مین	یا نبیؐ مین آپکی زلفِ دوتا کو دیکھکر
آپکے قدمون سے دوری اب نہین بھاتی مجھے	رحم کچھ فرمایئے میری وفا کو دیکھکر
کچھ تشفی ہوگئی ہے خاطرِ ناشاد کی	آج خوش ہے دل مرا بادِ صبا کو دیکھکر
رہنمائی کرتی ہے خود عشق کی وارفتگی	بیٹھ جاتا ہے مرا دل رہنما کو دیکھکر
اے جنون ہے کسقدر جامہ دری مین دستگاہ	ہاتھ چلتے ہین مری بندِ قبا کو دیکھکر
دیدہ ہاے منتظر مین کون ہے گرمِ خرام	کیون یہ حیران ہوگئے ہین نقشِ پا کو دیکھکر
دعوِیِ وارستگی پھر عشق وامِ زلف بھی	خوبرو ہنستے ہین میری اس خطا کو دیکھکر

آگئی سب یاد مجھکو جیتےجی کی معصیت
کھل گئین آنکھین مری روزِ جزا کو دیکھکر

جسطرح نیّت ہو جسکی اُس طرح دیتے ہین آپ
آرزو کرتے ہین پوری مدعا کو دیکھکر

کیون بلیٰ کہہ کر بلا مین پھنس گئی اِنسان ہم
یاد آیا فقرۂ قالو بلےٰ کو دیکھکر

۳۰۔ شوال ۱۳۱۹ ھ

افسوس یہ فقیر ہو شاہِ زمن سی دور
بلبل پہ ہی ستم کہ رہے وہ چمن سی دور

انسان کو اس جہان مین چین آئی کسطرح
بیچارہ یہ غریب ہے اپنے وطن سی دور

عاشق ہی شمعِ روے محمدؐ کا دل مرا
پروانہ ہو کے حیف ہی انجمن سی دور

جب مین نے کہدیا کہ تمہارا غلام ہون
ہو جاؤنگا بھلا مین کب اپنی سخن سی دور

سنبل کو اسلیے ہی گلستان مین پیچ و تاب
رہتا ہے اُنکی زلفِ شکن در شکن سی دُور

یون بھاگتا ہون دُور خیالِ دُوئی سی مین
رہتا ہی جسطرح سے کوئی راہزن سی دُور

دلمین خیالِ یار ہی اور دست ہین بکار
ہوتی ہین اہلِ فن بھی کہین اپنے فن سی دُور

ڈر ہی کہ بعدِ مرگ بھی وحشت نہو مجھے
احباب میری لاش کو رکھین کفن سی دُور

کسطرح سی ہو جامۂ ہستی پہ اعتبار
اکدن یہ روح ہوگی ہماری بدن سی دُور

پہونچونگا جب مدینے تو مصرع پڑہونگا یہ
نزدیک ہون وطن سی مگر ہون دکن سی دُور

فضلِ خدا سے شاد تخلص ہی شاد کا
کسطرح یہ رہیگا نہ رنج و محن سی دُور

ردیف ز

۲۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

نبوت کو ہے جیسے حضرت پہ ناز
مجھے آپکی ہے محبت پہ ناز

تجھے چارہ سازی پہ ہے چارہ ساز
مرے دلکو ہے دردِ الفت پہ ناز

مجھے ہے متاعِ محبت کی قدر
تونگر کو ہو جیسے دولت پہ ناز

شجاعت پہ دل کی مجھے ناز ہے
اگر ہے بہادر کو ہمت پہ ناز

ترے حسن پر خود ہے حیرت نثار
اگر آئنے کو ہے حیرت پہ ناز

مجھے اپنی رندی کا ہے افتخار
اگر شیخ تجکو ہے ملت پہ ناز

دل و جان سے حضرتکا عاشق ہوں شاد
مجھے کیوں نہو اپنی قسمت پہ ناز

ردیف س

۴ - رمضان ۱۳۲۵ھ

جز عشق اور کیا ہے دلِ مبتلا کے پاس
رہتی ہے اپنی جان رسولِ خدا کے پاس

کہتا ہے بار بار یہی مجھ سے شوقِ دید
اٹھو چلو مدینے کو اب مصطفیٰؐ کے پاس

حاجت بر آئیگی دلِ امیدوار کی
عرضی پہونچگئی جو شہِ دوسرا کے پاس

معراج جب ہوئی تو یہ کہتے تھے انبیا
ہے آج آشنا کا قیام آشنا کے پاس

عقدہ نہیں کھلا شبِ معراج کا ہنوز
فرمایا کیا خدا نے نبیؐ کو بلا کے پاس

کیوں مبتلا ہو عاشقو دردِ گناہ میں
اسکی دوا ہے شافعِ روزِ جزا کے پاس

عقدے کھلیں گے شاد توجہ سے آپکی

تدبیر اسکی ہے مری مشکلکشا کی پاس

ردیف ش

۴ رمضان ۱۳۲۵ھ

دلدادہ ہون مین مجھکو ہی دلدار کی تلاش
مشتاق کو ہے احمدِ مختار کی تلاش

ہے عاصیون کی واسطی مژدہ یہ غیب سے
رحمت کو ہی خدا کی گنہگار کی تلاش

جاتا ہون دَوڑ دَوڑ کے کوچے مین عشق کی
ہمت کو میری ہی رہِ دشوار کی تلاش

برباد میری خاک نہین ہی پسِ فنا
ظاہر ہے روز و شب اسی ہے یار کی تلاش

جو جانتا ہے اسکو اسی کیا کسی سی کام
کب آشنا کو ہوتی ہی اغیار کی تلاش

جسکو پسند دردِ محبت ہو عاشقو
رہتی ہے اسکو روز دل آزار کی تلاش

خلعت گلیم کاہمین دل سے قبول ہے | کسکو یہان ہے جبۂ و دستار کی تلاش
روتا ہون روز اسلیے زار و نزار مین | ہے مجکو روز و شب دُرِ شہوار کی تلاش

پایا ہے جسکو مین نے اُسے جانتا ہون شاد
تھی اک زمانہ سے اسی سرکار کی تلاش

ردیف ص

۱۲- رمضان ۱۳۲۵ھ

مرے نالے مین ہو یارب اثر خاص | کہ رکھین شاہِ دین مجھپر نظر خاص
بنی آدم مین ہین پیغمبر خاص | اور اُن خاصون مین ہین خیر البشر خاص
جہان پہونچے وہین بستر جمایا | فقیرون کا نہین ہے کوئی گھر خاص

تلاشِ خضر ہمکو کسلیے ہو ۔۔۔ کہ شوق اپنا ہے اپنا راہبر خاص

ادائین سب ہین گو دل لینے والی ۔۔۔ مگر شک ہے نگاہِ ناز پر خاص

جبین سائی کا ہے گر لطف اُٹھانا ۔۔۔ تو ہے اسکے لیے حضرت کا در خاص

وہ کہتے ہین مری آنکھون مین آکر ۔۔۔ یہ گلیان ہین ہماری رہگزر خاص

خیالِ طیبہ مین خود رفتہ ہونا ۔۔۔ یہ ہے عشاقِ احمد کا سفر خاص

کہین کیا لطف درد و داغ کا ہم ۔۔۔ یہ نخلِ عشق کی ہین دو ثمر خاص

نہ کیون ہون ذکر مین مصروف طائر ۔۔۔ کہ سب وقتون مین ہی وقتِ سحر خاص

رہے ہر وقت لب پر یا محمدؐ ۔۔۔ یہ ہے تیغِ حوادث کی سپر خاص

تصور آتا جاتا ہے نبیؐ کا ۔۔۔ ملا ہے شاد ہمکو نامہ بر خاص

مدینے مین کیا ہے یاد شہ نے
ملی اے شاد دل سے یہ خبر خاص

ردیف ض

۵-رمضان ۱۳۲۵ھ

دلکو ہے روے پیمبر سے غرض
آئینے کو ہے سکندر سے غرض

سجدہ گاہین اور بھی ہونگی مگر
میرے سر کو ہی ترے در سے غرض

دولتِ عشقِ نبیؐ درکار ہے
مال سے کیا کام کیا زر سے غرض

تشنۂ دیدار ہون مین آپ کا
کب نکل سکتی ہی کوثر سے غرض

کیا خبر اسکو کہ کتنے پِس گئے
آسمان کو اپنے چکر سے غرض

وہ قدِ بالا رہے پیشِ نظر　　کیا ہمین سرو و صنوبر سے غرض

اے فلک ماہِ عرب کی ہی تلاش　　ہمکو تیرے ماہ و اختر سے غرض

دلکو اپنے یادِ حضرت ہی سے ہے کام　　لب کو اپنے ذکرِ سرور سے غرض

عرصۂ محشر مین ہر ذی روح کو　　ہے شفیعِ روزِ محشر سے غرض

ہے لب و دندانِ حضرت کا خیال　　لعل سے کچھ ہی نہ گوہر سے غرض

جیب کو دستِ جنون سے کام ہی　　آستین کو دیدۂ تر سے غرض

رس بھری آنکھون کا متوالا ہی شاد
اسکو کیا صہبا و ساغر سے غرض

ردیف ۔ ط

۵- رمضان ۱۳۲۵ھ

ہجر مین رکھتا ہی دل دردِ نہان سی ارتباط
آنکھ رونے سی زبان آہ و فغان سی ارتباط

سنتے ہین قیسِ حزین کو تھا سگِ لیلی عزیز
کیون نہ رکھین ہم تمہاری پاسبان سی ارتباط

گلشنِ طیبہ سی میری روح یون مانوس ہے
جیسی ہو بلبل کو اپنی آشیان سی ارتباط

قامتِ موزونِ حضرت پر ہی دل یون شیفتہ
جیسے ہو قمری کو سروِ بوستان سی ارتباط

در حقیقت محو ہین دل سی خدا کی ذات مین
ہی بظاہر آپکو سارے جہان سی ارتباط

نوجوانون کے لیے ہی فرض صحبت پیر کی
تیر کو دیکھو کہ رکھتا ہی کمان سی ارتباط

باغِ عالم کو نہ دیکھا چار دن اک وضع پر
فصلِ گل سے ہی کبھی فصلِ خزان سی ارتباط

یادِ احمد کیون نہ آئے میری دل مین بار بار
جو مکین ہی اُسکو لازم ہی مکان سی ارتباط

رہروانِ عشق سے مجھکو تعلق ہی یہ ہے
جیسے گردِ کارواں کو کارواں سے ارتباط

رحمۃ للعالمین کی کیوں نہ سب مداح ہوں
رحمتِ حق کو ہی اُن کی مداح خوانوں سے ارتباط

چاہیے مل جُل کے رہنا گلشنِ ایجاد میں
سرو و گل سے دوستی ہو باغباں سے ارتباط

آپ ہی کی یاد میں ہر وقت استغراق ہے
شاد کو مطلق نہیں ہے اپنے آپ سے ارتباط

ردیف ظ

۵- رمضان ۱۳۲۵ھ

پند تیری سنوں میں کیا واعظ
ہے محبت مری غذا واعظ

ذکرِ حور و قصور تا بکجا
وصفِ محبوب کچھ سنا واعظ

ہے جو مطلوب منزلِ مقصود — لے مدینے کا راستا واعظ

کیا کرے لیکے تیری جنت کو — درِ محبوب کا گدا واعظ

یادِ احمدؐ میں بیخودی تھی مجھے — کھوئے دیتا ہے تو مزا واعظ

مشربِ عشق اور ہی شئے ہے — تو نہیں اسکو جانتا واعظ

دیکھ کر آج میری مستی کو — آپ بھی مست ہو گیا واعظ

چاہیے حال پر ترس کھاتا — مغز کھاتا ہے کیوں مرا واعظ

قصدِ طوفِ مزارِ اقدس ہے — اسمیں ہے رای تیری کیا واعظ

میں فنا فی الرسول ہو جاؤں — بات ایسی کوئی بتا واعظ

مےِ الفت تو اسنے پی ہی نہیں — کیا ہو لذت سے آشنا واعظ

شاد ہی مست بادۂ توحید
تو سمجھتا ہے اسکو کیا واعظ

ردیف - ع

۶ - رمضان ۱۳۲۵ھ

چپکے بیٹھوں تو ابھی ہو غم فرقت مانع
نالہ کرتا ہوں تو ہوتی ہی محبت مانع

شوقِ پابوس یہ کہتا ہی کہ چل یثرب کو
کیا کروں بس نہیں چلتا کہ ہی قسمت مانع

آپ نے سبکو بلایا نہ کیا یاد مجھے
ہوگی اسمیں کوئی اللہ کی حکمت مانع

میں ہوں اور آٹھ پہر کوی محمد کا خیال
سیرِ گلزار سے ہوتی ہی طبیعت مانع

بخشے جائیں گے قیامت میں گنہگار تمام
ہوگی تعزیر سے حضرت کی شفاعت مانع

سنتے ہین حشر مین بے پردہ زیارت ہوگی
خوف یہ ہے کہ نہو پردۂ حیرت مانع

دلکا آئینہ دکھاتا ہے شبیہِ احمدؐ
شرط یہ ہے کہ نہو گردِ کدورت مانع

آپکی یاد مین ہردم مجھے مشغولی ہے
رغبتِ حور نہ ہے خواہشِ جنت مانع

لیچلے تھے مرے اعمال سو نار مجھے
ہوگئی دوڑ کے اللہ کی رحمت مانع

ہے جنہین شوق وہ طیبہ کو چلے جاتے ہین
ضعف ہوتا ہے نہ ہوتی ہے علالت مانع

نعت کے باغ لگاتا مین ہزارون اے شاد
مجکو ہوتی نہ اگر تنگیِ فرصت مانع

ردیف غ

۶ - رمضان ۱۳۲۵ھ

جو حضرت نے محبت کا دیا داغ | مین سمجھا ہے چراغِ مدّعا داغ
نشانی مین سمجھتا ہون کسیکی | نپوچھو تم مزہ دیتا ہے کیا داغ
کفِ پائے نبیؐ کا ہو کے ہمسر | یہ پھل پایا کہ لالے کو ملا داغ
یہ دونون عشق کی تمغے ہین لیکن | مرے مین درد سے ہی کچھ سوا داغ
خیالِ روئے احمدؐ کا ہے یہ فیض | چمک کر مہرِ انور بنگیا داغ
ندامت نے مجھے یان تک رلایا | کہ دل سے معصیت کا دھو گیا داغ
جنون مین پوچھتا ہے کون ہمکو | یہی دو مہربان ہین درد یا داغ
صبا کیا فصلِ گل آئی چمن مین | ہر اک یون ہو گیا سوکھا ہوا داغ
ترے تلوون سی دیتے اُسکو تشبیہ | جو مٹجاتا رخِ مہتاب کا داغ

یہ بُود سینے لگا عشقِ نبیؐ کی
رہے یارب سدا پھولا پھلا داغ

مرے دلکو اگر حضرت نے دیکھا
تو سب کہدیگا دل کا ماجرا داغ

جب آیا ہمکو طیبہ کا چمن یاد
ملا اے شاد دلکو اک نیا داغ

ردیف ف

۷ - رمضان ۱۳۲۵ھ

ہے آپکی جو گرمیِ بازار ہر طرف
یوسف سی پھر رہے ہین خریدار ہر طرف

دیوار و در پہ گلشن و صحرا پہ چرخ پر
چھائے ہوئی ہین آپکی انوار ہر طرف

کوچہ نبیؐ کا یاد جو آتا ہے بار بار
پیشِ نظر ہے خلد کا گلزار ہر طرف

جنت مین جا کی ہمنے جو دیکھا اِدھر اُدھر	آئے نظر تمہارے گنہگار ہر طرف
اے بحرِ حسن کیجیے سیراب خلق کو	پھرتے ہین اب تو تشنۂ دیدار ہر طرف
قیدی تو بیشمار ہین زنجیر ایک ہی	زلفِ رسولؐ کے ہین گرفتار ہر طرف
دیتے زبان جو آپ تو آتے ابھی نظر	مثلِ کلیم طالبِ دیدار ہر طرف
کہتا ہی دل یہ دیکھ کی پھولون کو باغ مین	یان بھی ہین آپکی جگر افگار ہر طرف
سب آنکھین بہرہ یاب ہین روی ملیح سی	سرکارِ حسن کے ہین نمکخوار ہر طرف
دیوانہ وار پھرتے ہین عشاق رات دن	بہرِ تلاشِ احمدِ مختار ہر طرف
نرگس چمن مین اور ہرن کوہ و دشت مین	اُس چشمِ سرمگین کی ہین بیمار ہر طرف

کہہ کہہ سکے شعر نعتِ محمدؐ مین شاد نے

کیا کیا لٹائے گوہر شہوار ہر طرف

ردیف ۔ ق

۷۔ رمضان ۱۳۲۵ھ

کبھی تپان ہی کبھی اشکبار ہی عاشق
تمہارے واسطی کیا بیقرار ہی عاشق

صبا یہ اس شہِ خوبی سے عرض کر دینا
نگاہِ لطف کا امیدوار ہی عاشق

غریب چھوڑ کے قدمونکو جا نہیں سکتا
جو تم ہو پھول چمن کی تو خار ہی عاشق

چمن کھلا ہی جو داغِ جگر کے پھولونکا
خزان کی فصل مین باغ و بہار ہی عاشق

وہ شان ہی شہِ لولاک کے غلامونکی
کہ اُن پہ رحمتِ پروردگار ہی عاشق

جو دو جہان کا مسیحا ہے اُسپہ مرتا ہی
جنون زدہ ہے مگر ہوشیار ہی عاشق

رسولِ پاک کی الفت مین چور رہتا ہی
نہ مست ہی نہ کوئی بادہ خوار ہی عاشق

خدا کرے کہ ہو میری طلب مدینہ سے
اسی خیال مین لیل و نہار ہے عاشق

جو قافلہ کوئی راہی ہوا مدینے کو
تو ساتھ ساتھ مثالِ غبار ہی عاشق

وہ شہسوارِ عرب ہین وہ تاجدارِ عجم
خدنگِ ناز کا جن کی شکار ہی عاشق

دکھا کے روے منور چھڑا ہی غم سے
اسیر پنجۂ شبہاے تار ہی عاشق

مری نظر مین وہ شمعِ جمال ہی ساؔدہ
کہ مرغِ سدرہ بھی پروانہ وار ہی عاشق

ردیف ک

۱۷ - ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ

رنج و غم درد و الم دلپہ اٹھائین کبتک
ہجر مین آپکے ہم شور مچائین کبتک

دیکھیے وہ مجھی شکل اپنی دکھائین کبتک
میری بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کبتک

روٹھنا دل کا قیامت ہے تری فرقت مین
وصل کی آس مین ہم اسکو منائین کبتک

مفت بھی اسکو نہ لے کوئی تو پھر کیا کیجے
ہم متاع دل و جان اپنی لٹائین کبتک

رہگیا آج تو کل سینے سے نکلیگا ضرور
دل بیتاب کو ہاتھون سے دبائین کبتک

اے فلک روک نہ تو کوچۂ احمد سے ہمین
طالب یار ہین جنت مین نجائین کبتک

زردی رنگ کہے دیتی ہے اور خشکی لب
شاد تسا ہم عشق کا آزار چھپائین کبتک

ردیف ل

۲۲- رمضان ۱۳۲۵ھ

دیتا جو روز اک مجھے پروردگار دل | کرتا خوشی سے مین شہ دین پر نثار دل
عشقِ حبیبِ پاک مین ہی داغدار دل | ہو کیون نہ رونقِ چمنِ روزگار دل
گیسو کی یاد ہی کبھی عارض کی یاد ہی | ہی مست اسی خیال مین لیل و نہار دل
اے شہوارِ عرصۂ طیبہ ترے سوا | کسکے خدنگِ ناز کا ہوتا شکار دل
داغون کی اسمین پھول ہین پھل آبلونکی ہین | اللہ نے دیا مجھے باغ و بہار دل
قندیل بن کے روضۂ حضرت پہ مین جلون | یارب یہ چاہتا ہی مرا داغدار دل
پروا نہین اگر نہین کوئی شریکِ حال | مین غمگسارِ دل ہون مرا غمگسار دل
ملتی مجھے جو دولتِ دیدار خواب مین | ہوتا نہ اسطرح سے مرا بیقرار دل

محبوب کو ہے باعثِ نازاپنی دلبری
عشاق کو ہی مایہ صد افتخار دل

چلکر درِ رسولؐ پہ بستر جمایئے
دیتا ہے یہ صلاح مجھے بار بار دل

لوگون نے دل جو نذر کیئے آپ نے کہا
ہمکو پسند شاد کا ہے بیقرار دل

ردیف م

غرۂ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

فرقت کی صدمے ہند مین کبتک اُٹھائین ہم
جی مین ٹھنی ہی یہ کہ مدینے کو جائین ہم

اپنی نظر مین جو ہی تعین ہی شان سے
کسطرح ایسی راز کو ظاہر مین لائین ہم

کحل البصر ہی خاک مدینے کی ای صبا
لادی خدا کہ آنکھون مین اُسکو لگائین ہم

امید گاہِ خلق ہے دہلیز آپ کی
ہے آرزوے دل کہ وہین بستر جمائین ہم

ہو بخت ساز گار تو پھر دیکھیے گا لطف
چلکر مدینے حال سب اپنا سنائین ہم

یہ وحدت الوجود کا مشکل ہے مسئلہ
دریا ہے اسکو کوزہ مین کسطرح لائین ہم

آئینہ دارِ حق ہین ودیعت خدا کی ہین
پھر کسطرح سے دل یہ بتون سے لگائین ہم

مثلِ مسافر آگئے ہین اس جہان مین
کس طور سی وطن کو بھلا پھر نجائین ہم

اے آرزوے وصل تری عمر ہو دراز
دنرات تجھکو دیتے ہین لمبی دعائین ہم

دنیا کے کاروبار سی فرصت نہین ہے شاد
دل تو یہ چاہتا ہے مدینے کو جائین ہم

ردیف ن

۱۶ رجب ۱۳۱۸ھ

مرے دردِ دل کی ہے داستاں نہ کہوں جو تمسے تو کیا کروں

کہ تمہیں تو ہو مرے مہرباں نہ کہوں جو تمسے تو کیا کروں

یہ غم و الم کی مصیبتیں یہ جفائے چرخ کی آفتیں

جو گزر رہی ہیں وہ جانِ جاں نہ کہوں جو تمسے تو کیا کروں

مرے بیکسی مری بے بسی مرے دلکا دکھ مرا حالِ غم

نہیں کوئی سنتا شہِ شہاں نہ کہوں جو تمسے تو کیا کروں

کرو رحم اب مرے حال پر مرے مہرباں مرے دستگیر

کہ غم و الم سے ہوں نیمجاں نہ کہوں جو تمسے تو کیا کروں

دمِ نزع آکے مدد کرو مرا بیڑا پار لگا ہی دو
کہ پڑا بھنور میں ہوں الاماں نہ کہوں جو تمسے تو کیا کروں

ہے فشارِ قبر و سوالِ سخت نہیں اب سہارا کوئی مجھے
نہ وہاں تھا چین نہ ہے یہاں نہ کہوں جو تمسے تو کیا کروں

دمِ واپسین ہے مدد کرو مری بیکسی میں خبر تو لو
کہ رہا ہوں میں پسِ کارواں نہ کہوں جو تمسے تو کیا کروں

مرا حال دیکھلو یا سنو مرے دردِ دل کی دوا کرو
نہیں تابِ ضبطِ غم و فغاں نہ کہوں جو تمسے تو کیا کروں

جگر آہ سے ہے پھکا ہوا اُف دل سے سینہ جلا ہوا

نہ لگا دے آگ مری فغان نہ کہون جو تمسے تو کیا کرون

درم نزع نام خدا کا لون رہ راست سے نہ ذرا پھرون

کہ بڑا کڑا ہے یہ امتحان نہ کہون جو تمسے تو کیا کرون

یہ ہے عرض شاد کی یا نبیؐ رہے دو جہان مین سلامتی

تمہین خلق کے ہونگا ہبان نہ کہون جو تمسے تو کیا کرون

۴۔ جمادی الاول ۱۳۱۸ھ

دیکھو رسولِ حضرتِ سبحان یہی تو ہین
جنپر فدا ہین میری دل و جان یہی تو ہین

پہنچے جو عرش پر تو فرشتون نے یہ کہا
سوگند کعبہ قبلۂ ایمان یہی تو ہین

محبوبِ حق شفیعِ امم فخرِ انبیا
میرے معین اور نگہبان یہی تو ہین

سرسبز کس طرح ہو گلزار معرفت
وحدت کے باغ کی گلِ خندان یہی تو ہین

کیونکر فروغ ہو نہ رسالت کی بزم کو
اس انجمن کی شمعِ فروزان یہی تو ہین

روضے مین باریاب جو ہونگا کہونگا مین
جنکا ازل سے تھا مجھے ارمان یہی تو ہین

جنکے مطیع حور و ملک جن و انس ہین
سرتاجِ خلق و فخرِ سلیمان یہی تو ہین

ہین جنکے آستان پہ ملائک بھی جبہ سا
فخرِ رسل محمدِ ذیشان یہی تو ہین

صلِ علیٰ کہ چرخِ چہارم پہ ہے یہ غل
دردِ دلِ مسیح کے درمان یہی تو ہین

وہ چارہ ساز کون ہی جس سی ہون چارہ جو
میرے ہر ایک درد کی درمان یہی تو ہین

ہین آپ ہی تو باعثِ تکوینِ دو جہان
دنیا کی اور دین کے سلطان یہی تو ہین

مژگانِ پاک دیکھ کی کہتے ہین جان نثار
دلمین خلش ہی جنکی وہ پیکان یہی تو ہین

لولاک لہٰ ہین کی شان مین آیا ہی مومنو
اس خلعت و خطاب کی شایان یہی تو ہین

کہتے ہین خود یہ حضرتِ مشکلکشا علیؓ
مشکل جو سب کی کرتے ہین آسان یہی تو ہین

معراج مین خدا نے کہا جبرئیل سے
ہم جنکے منتظر تھے وہ مہمان یہی تو ہین

عاشق ہین شاہ آپ کے پوچھے اگر کوئی
فرمائین کاش آپ کہ ہان ہان یہی تو ہین

۲۹ رشوال سنہ ۱۳۱۸ھ

یا محمدؐ کی ہم اُس در پہ صدا دیتے ہین
حاضری اپنی اُنہین روز سنا دیتے ہین

ہو کے محتاج جو آتا ہے حضوری مین کوئی
دو جہان سی وہ غنی اُسکو بنا دیتے ہین

دستگیری وہ کیا کرتے ہین مجھ بیکس کی
میری کشتی کو وہی پار لگا دیتے ہین

بخشواتے ہین گنہگار کو اللہ سے وہ | شان یون اپنی کریمی کی دکھا دیتے ہین

مشکل آسان کیا کرتے ہین ہر مشکل مین | بگڑی باتونکو وہی آکے بنا دیتے ہین

ابھی آتا ہون مدینہ کو جو فرمائین حضور | جسکا ارمان ہے تجھکو ادھر آ دیتے ہین

کسطرح وعدہ وفا مجھ سے نفرمائینگی | آپ جو کہتے ہین وہ کرکی دکھا دیتے ہین

آپکو جسپہ عنایت کی نظر ہوتی ہے | اُسکو ہی دولتِ تسلیم و رضا دیتے ہین

ہو چکے ہین جو مشرف شرفِ رویت سے | خود نہین جلتے وہ دوزخ کو جلا دیتے ہین

عمر و اقبال مین ہو سنہ کے ترقی یارب | ہم آصف کو شب و روز دعا دیتے ہین

حشر مین مانگونگا اس مدح سرائی کا صلہ | میرے سرکار مجھے دیکھنا کیا دیتے ہین

صدقِ دل سے جو کوئی آپ سے مانگے اے شاہ

اسمین کچھ جھوٹ نہین ہی بخدا دیتی ہین

۶- ذیقعد ۱۳۱۸ھ

دیر و حرم گئے تجھے ڈھونڈا کہان کہان
ہمکو لیے پھرا ہی یہ سودا کہان کہان

مشکل کیوقت آتی ہین آڑے حضور ہی
کام آتا ہی نبی کا سہارا کہان کہان

اسکے لیے ہی کوثر و تسنیم و سلسبیل
چلتا ہی امتی کا پیالا کہان کہان

انجیل مین زبور مین قرآن مین عرش پر
نامِ رسولِ پاک کو پایا کہان کہان

بدر و حنین و قلعۂ خیبر کو سر کیا
جیتا علیؑ نے جنگ کا پالا کہان کہان

سدرہ سے تا بہ عرش گئی لامکان گئی
پہونچی حضورِ سیدِ والا کہان کہان

سیحون بنا دیا کبھی جیحون کبھی فرات
دریا ان آنسوؤن نے بہایا کہان کہان

دارالامان ہے یثربِ و بطحیٰ مری لیے | اپنا مقام مین نے بنایا کہان کہان
خوشبو ہی زلفِ پاکِ محمدؐ کی ہر جگھہ | پہونچی یہ رشکِ عنبرِ سارا کہان کہان
جن و بشر سبھی ہین تہِ ظلِ عاطفت | بے سایہ ہو کی ڈالا ہی سایہ کہان کہان
ڈوبا ہوا تھا بحرِ گنہ مین اگرچہ مین | دستِ خدائی مجھکو سنبھالا کہان کہان

یثرب مین ہی کبھی تو کبھی ہی نجف مین دل
ای شادؔ عشق نی مجھی کھینچا کہان کہان

۲۵ ربیع الاوّل ۱۳۱۹ھ

جسکو ہم سب شہِ مکی مدنی کہتے ہین | اہلِ جنت اُسی سرو چمنی کہتے ہین
رہکے دنیا مین عدم کا ہی تصور شب و روز | اسی الفت سے حُبُ الوطنی کہتے ہین

برگِ گل اُنکے لبِ لعل کو سمجھے عاشق
جوہری اُسکو عقیقِ یمنی کہتے ہین

بعدِ مردن نہین کچھ خوفِ فشارِ تربت
جتنے مومن ہین مجھے پنجتنی کہتے ہین

اِسکے دھوکے مین نہ آنا نہ لگانا دلکو
اہلِ دانش اسی دنیاے دنی کہتے ہین

رند و زاہد کا ہوا میل لبِ کوثر پر
ایک ساغر کیلیے گہری چھنی کہتے ہین

غافلو موت سے ڈرنا تو ہے اک فعلِ عبث
حکما سب اسی امرِ شدنی کہتے ہین

عدم آباد سے یان آکے وجودی کہلاے
بس اسی کو تو غریب الوطنی کہتے ہین

شاد کو طنز سے کہتے ہین مسلمان کافر
اسے بہتان اسے طعنہ زنی کہتی ہین

٢٧- ربیع الاول ١٣١٩ھ

غم فرقت مین ادہر دیدۂ تر رکہتے ہین ۔ اور اُدہر جلتے ہوی داغ جگر رکہتے ہین

قطرے اشکون کی نہ کسطرح سے ہون ہمکو عزیز ۔ جوہری ہم ہین یہ پاس اپنے گہر رکہتے ہین

ہند مین رہکے مدینے کی خبر لاتے ہین ۔ مرغ دل کیلیے ہم شوق کے پر رکہتے ہین

تجھکو سمجھے ہوے ہین قبلہ و کعبہ اپنا ۔ جبہہ سائی کیلیے تیرا ہی در رکہتے ہین

یا محمدؐ کا وظیفہ ہے ہمیشہ دل سے ۔ یہی باعث ہی جو نالون مین اثر رکہتے ہین

گل عارض کی تصور مین بہلتا ہی یہ دل ۔ عشق مین آپکی ہم داغ جگر رکہتے ہین

سورۂ شمس ہین عارض تو ہین گیسو واللیل ۔ یاد اس بات کو ہم شام و سحر رکہتے ہین

دل ذاکر کے سوا کچھ بھی نہین پاس اپنے ۔ زاد عقبیٰ یہی رکہتے ہین اگر رکہتے ہین

دونون عارض کے تصور مین ہین محو حیرت ۔ رات دن پیش نظر شمس و قمر رکہتے ہین

سنگ سے کم نہین کچھ ضبط و تحمل اپنا
آتشِ عشق کی پوشیدہ شرر رکھتے ہین

ہند سے جا کے مدینہ مین مرنگا ای شاد
ہم مسافر تو ہین پر اپنا بھی گھر رکھتے ہین

۱۵- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

جو لوگ جلوۂ خیر البشر کو دیکھتے ہین
ہم اُنکی آنکھ کو اُنکی نظر کو دیکھتے ہین

یہ رکھتے ہین در و یاقوت جوہری بیشک
جو ذی کمال ہین اہلِ ہنر کو دیکھتے ہین

خدا کی یاد سے جو لوگ رہتے ہین غافل
جہان مین رہکی وہ گویا سقر کو دیکھتے ہین

دہانِ زخم کے ٹانکے جو ٹوٹ ٹوٹ گئے
نگاہِ یاس سے ہم چارہ گر کو دیکھتے ہین

فراقِ باغِ مدینہ مین کھائے گل ہمنے
اسی سبب سے تو داغِ جگر کو دیکھتے ہین

خدا کے جلوے کو یون دیکھتے ہین اہلِ نظر
کہ جیسے سنگ کی اندر شرر کو دیکھتے ہین

طریقِ عشق کی جو مردِ راہرو ہین بھلا
کہین وہ راہ مین غولِ خضر کو دیکھتے ہین

دعا قبول ہوئی اپنی یا نہین یا رب
ہم اپنے نالونسے کیون دُور اثر کو دیکھتے ہین

شبِ وصال جو وہ گھر مین آئے ہین اے شاد
تو آج شام ہی سے ہم سحر کو دیکھتے ہین

۶-ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ

وہ آدمی ہی کیا جو بُتون پر فدا نہین
کچھ بھی نہین جو عشقِ شہ دوسرا نہین

کسطرح ہونگے نالے مرے تیر بر ہدف
قسمت کی بات ہے کہ مقدر رسا نہین

تیرے فراق کی ہین یہ سب کارسازیان
دلمین اثر نہین ہے تو نالہ رسا نہین

اخفای حال عشق کا میری ثبوت ہے | سر بستہ ہی یہ راز کہ جو برملا نہین
کہتے ہین جسکو موت یہ ہی عشق کا علاج | یہ درد وہ ہے جسکی جہان مین دوا نہین
انداز نقش پا سے کسیکے ہوا خیال | خوابیدہ فتنہ ہے ابھی محشر بپا نہین
ذوق فراق بڑھکے ہی شوق وصال سے | مٹ جای درد دل ہی تو پھر کچھ مزا نہین
ثبات اور نفی کا عقدہ ہمین کھلا | جو جیتے جی مری تو اُسی پھر فنا نہین
جب تک نہ جانے کوئی فنا الفنا کا راز | ہرگز نصیب اُسکو بقاء البقا نہین
بندے کو چاہیے ہی بین الرجا و خوف | ایمان ہی نہین جسی خوف و رجا نہین
ذرّے کو آفتاب بنایا حضور نے | ایسا جہان مین کوئی بھی فرمانروا نہین

اپنی سے اُسکو دور سمجھنا غلط ہی شاد

شہ رگ سے بھی قریب ہی اصلاً جدا نہین

۳۔ شوال ۱۳۱۹ھ

الٰہی شوق و ارمان دلکو کیون تڑپائے جاتے ہین

یہ کسکی یاد آتی ہے جو ہم گھبرائے جاتے ہین

یہ جذبِ عشق ہے جو کھینچکر یون لائے جاتے ہین

وگرنہ ہم کہین اے شاد کب بلوائے جاتے ہین

کفن مین منہ چھپاتے ہین گناہون کی ندامت سے

خدا کے سامنے جاتے ہوئے شرمائے جاتے ہین

نہین کہتا ہے مومن کوئی گر ہمکو تو کیا پروا

غلامِ احمدؐ مرسل تو ہم کہلائے جاتے ہین

کبھی مشکل مین پڑکر ہم جو گہبراتے ہین یا مولے

مدد کیجے مدد کیجے یہی چلائے جاتے ہین

اُنہین کے ہاتھ اپنی لاج ہے وہ ہی نباہین گے

بُرے ہین یا بھلے ہین اُنکی ہی کہلائے جاتے ہین

دوبالا کیون نہو عزت مری فضلِ الٰہی سے

جواہر آپ کے دربار سے پہنائے جاتے ہین

دکھاتے ہین وہ اپنا چاند سا منہ خواب مین ہمکو

نصیبے کی ستارہ شاد یون چمکائے جاتے ہین

۲۶- رمضان ۱۳۱۹ھ

دل ہوا معرفت سے جب روشن — ہوگئے راز سب کے سب روشن

ہوئی معراج جبکہ حضرت کو — مثل خورشید تھی وہ شب روشن

ذکر کرتا ہے دل کو نورانی — نہیں ہوتا یہ بے سبب روشن

جسنے نور خدا نہ یان دیکھا — آخرت مین ہو آنکھ کب روشن

صاحب السیف و العلم ہین آپ — سب یہ ہے آپکا لقب روشن

دل مین آئے لگا نظر مہ جمال — چشم باطن ہوئی ہے اب روشن

آپ ہین مظہر تجلی حق — آپ سے عرش و فرش سب روشن

نور احمد کا ذکر کرتا ہون — نام سے آپ کی ہین لب روشن

سے ہے منور ادھر تمام عجم | اور ادُھر سب کا سب عرب روشن
حال شق القمر کا سب ہے عیان | معجزہ تھا یہ بو العجب روشن

فضل سے اُسکے میری شمع اُمید
ہوگئی شاد بے طلب روشن

۱۷ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

جو بات کہ ہی قامتِ شاہِ مدنی مین | آئی سے ہے نہ آیگی وہ سروِ چمنی مین
جو بات کہ عاشق کیلیے چاہیے ہونی | وہ بات تھی بی شبہ اُویسؔ قرنی مین
اک جلوے ہی مین ہوگئی بیہوش جو موسے | کیا لطف ملا آپ کو ربِّ اَرِنی مین
جو بات ہی حضرت کی وہ مصری کی ڈلی ہے | کیا لطفِ خدا داد ہی شیرین سخنی مین

مژگان کی کھٹک کو مرے دل سے کوئی پوچھے
یہ نوک کہاں ہوتی ہی برچھی کی انی مین

وہ پھول قفس مین ہین کھلی داغ جگر کے
ہی لطفِ وطن شاد غریب الوطنی مین

۲۴- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۹ ہجری

پیمبرون مین کوئی ایسا آفتاب نہین
حضورِ احمدِ مختار کا جواب نہین

نبی کے عشق مین جنکی کہ موت پائی ہو
لحد مین اُسکے لیے عیش ہی عذاب نہین

ہوے ہین یون تو پیمبر کئی ہزار مگر
کوئی بھی سرورِ عالم سا انتخاب نہین

وہ آدمی ہی تو کیا ہے جہان مین جسکو
نبی کا عشق نہین حبِ بوترابؓ نہین

غمِ فراق سے ہی اک سکوت کا عالم
زبان ہی بند تو کیا دلکو اضطراب نہین

گناہگار کرامت کے مستحق ہونگے | کچھ انکے واسطے پرسش نہین حساب نہین

خدا کے فضل سے سب کام بنتے جاتے ہین
دعائین کب مری اے شاد مستجاب نہین

۱۴ صفر ۱۳۲۰ھ

ہاتھ آجاے جو محشر مین تمہارا دامن | مجھ گنہگار کو ہو جاے سہارا دامن
تشنہ کامی سے ملی امت عاصی کو نجات | ابر رحمت ہوا محشر مین تمہارا دامن
خوف خورشید قیامت کا اسے کیون ہوگا | فرق پر سایہ کرے جسکی تمہارا دامن
شرم رکھ لیجیے اے شافع محشر میری | حشر کے روز اڑا دیجیے خدارا دامن
ہمین اس سایۂ رحمت مین بسر کرنی ہے | کسطرح ہاتھ سے ہم دینگے تمہارا دامن

دیکھکر خلقِ خدا حشر مین حیران ہوگی | آپکا دستِ کرم اور ہمارا دامن

بھر دیا دامنِ امید کو میری اے شاد
روبرو آپکے جسوقت پسارا دامن

۶-رجب ۱۳۱۸ھ

ہین وہی سست قدم یان جو بہرجاتے ہین | ہمسے تو غم یہ نہ جائینگے سہے جاتے ہین

کسکے مذہب مین روا ہی جو برا کہتے ہو | ہمین کافر نہ کہو دیکھو کہے جاتے ہین

کیا عجب دفترِ عصیان کی سیاہی دہوجاے | اشکِ خجلت مری آنکھونسی بہے جاتے ہین

اے اجل مجھکو مدینے مین پہونچ جانے دے | ورنہ دل ہی مین سب ارمان رہے جاتے ہین

وہ سُنین یا نہ سُنین کان دہرین یا نہ دہرین | ہم فسانہ غمِ الفت کا کہے جاتے ہین

یہ ہمارا ہے کلیجا یہ ہمارا دل ہے ۔۔۔ صدمے پہ صدمے جدائی کے سہے جاتے ہین

کس پہ یم حسن کی لکھتی ہو تم اوصاف ائی شاد

آج دریا سے مضامین جو بہے جاتے ہین

ردیف (و)

۱۶-رجب ۱۳۱۸ھ

پیش جب بہر شفاعت کرین احمد مجھکو ۔۔۔ میرا اللہ کرے گا نہ کبھی رد مجھکو

مشغلہ نعتِ نبیؐ کا ہی ہے مجھے شکر خدا ۔۔۔ بعد مدت کے یہ ہاتھ آیا ہے مقصد مجھکو

شرم سے اپنی گناہون کے چھپون مین جاکر ۔۔۔ کہین ملجاے اگر دامنِ احمد مجھکو

اب جو کہ مین کرون آپکی قدمونپہ فدا ۔۔۔ یہی سکھلائی ہی اُستاد نے ابجد مجھکو

آپ کونین کے سردار ہیں خالق کی قسم | صاف کہتا ہون نہین آتی خوشامد مجھکو
ہے تمنا مجھے دیدار ہو حضرت کا نصیب | نہ ملے خلد ہین گو قصر زبرجد مجھکو
ثروتِ و جاہ و مراتب کی کسی خواہش ہے | یہی کافی ہے کہ ہی الفتِ احمدؐ مجھکو
آپ جب شافعِ محشر ہین تو پھر داورِ حشر | کیون کرے دفترِ رحمت سے نداردمجھکو
خادمِ غوثؒ بھی ہون اور غلام خواجہؒ | میرے مولا نے دیا رتبہ بیحد مجھکو

فخرِ شاہی ہو نہ کیونکر مجھے حاصل ای شاد
انہین شاہون سے ملی فقر کی مسند مجھکو

۳۔ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۸ھ

مدینہ کو چلو دربار دیکھو | رسول اللہؐ کی سرکار دیکھو

نظر آتی ہے واں شانِ خدائی
در و دیوار کے انوار دیکھو

زمیں پر دیکھ لو خلدِ بریں کو
پھلا پھولا ہوا گلزار دیکھو

ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
یہ ہیں حضرت کی چاروں یار دیکھو

نہ روکیں گر مجھے درباں کہیں ہوں
غلامِ احمدِ مختار دیکھو

محمدؐ رحمۃ للعالمین ہیں
یہی رحمت کے ہیں آثار دیکھو

نظر ہو میری حالت پر بھی مولا
ادھر بھی اک نظر سرکار دیکھو

جدائی میں یہاں بیچین ہیں ہم
مری مولا مرے سردار دیکھو

مبارک مومنو ہو چاند تمکو
ہلالِ ابروِ خمدار دیکھو

اگر ہے دیکھنا وہ جاوہ دلمیں
تو کر کے توبہ استغفار دیکھو

رسالت کا یہ ادنیٰ معجزہ ہے ۔۔۔ موحّد ہو گئے کفار دیکھو

مسخر آپ کا عالم ہے سارا ۔۔۔ فدا ہیں کافر و دیندار دیکھو

مدینے کی ہوا جس دن سے کھائی ۔۔۔ ہوا اچھا دلِ بیمار دیکھو

یہ دنیاے دنی کس کام کی ہے ۔۔۔ طبیعت ہو گئی بیزار دیکھو

مدینے چلکے اکدن حضرتِ دل ۔۔۔ شہِ کونین کا دربار دیکھو

بہت سے ہو گئے ہیں دشمنِ جان ۔۔۔ ذرا اے سیدِ ابرار دیکھو

ستایا ہے بہت مجھکو فلک نے ۔۔۔ مرے آقا مرے غمخوار دیکھو

ق

مجھے ہرگز نہ چھیڑو واعظو تم ۔۔۔ کرو مجھ سے نہ یوں تکرار دیکھو

مرے مذہب سے تمکو کیا سروکار ۔۔۔ نہ یہ پوچھا کرو ہر بار دیکھو

اگر مومن ہون یا کافر تجھین کیا
مرا اقتدار ہے غفار دیکھو

خدا کو جانتا ہون دل سی واحد
کہ وحدت سے نہین انکار دیکھو

فدا ہون نام احمد مصطفےٰ پر
وہ بیشک ہین مری سرکار دیکھو

کیا ادنے کو اعلےٰ اُسنے اے شاد
یہ شانِ حضرت جبار دیکھو

۲- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

گلشنِ عالم مین لاکھون گلبدن ہین لالہ رُو
ایک مین بھی تو نہ پایا ہمنے تیرا رنگ و بُو

طائرِ قبلہ نما ہون قبلۂ حاجات مین
پھیرتا ہون رُخ اُدھر جس سمت تم ہو رو برو

جلوۂ دیدار مین موسیٰ سراپا محو تھے
بیخودی مین کب تھا یارا تجھ سی کرتے گفتگو

وہ قدِ زیبا ترا اور وہ رخِ روشن ترا
غیرتِ نرگس ہین آنکھین اور زلفین مشکبو

ڈھونڈتے ہین سب تجھے دیر و حرم مین کسلیے
اپنے دل مین کیون نہین کرتے ہین تیری جستجو

دیکھتا ہون دل مین تجھکو ہین وہ روشن ضمیر
اور دل ہی دلمین کرتا ہون مین تجھ سے گفتگو

جبکہ تو ہی تو ہی پھر کس سے ہی تجھکو یہ حجاب
کیا ہی مانع کیون نہین ہوتا تو میرے روبرو

آئنے مین بھی نظر آئی نہ مجھکو میری شکل
دیکھتا ہون جسطرف مجھکو نظر آتا ہے تو

ہند سے سوے مدینہ مین چلا آؤن ابھی
یا نبی اللہ گر مجھکو طلب فرمائے تو

پا گیا اپنے مین اسکو ہو گئی پوری مراد
شاد ہی شکرِ خدا دل کی بر آئی آرزو

۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ

پھر کیا یادِ شہِ مطلبی نے مجھکو
مژدۂ وصل سُنایا مرے جی نے مجھکو

جان کس طرح نہ محبوبِ خدا پر دیتا
کی یہ تعلیم اُویسِ قرنیؓ نے مجھکو

دُور افتادہ کو اب تابِ جدائی کی نہیں
مار ڈالا ہے غریب الوطنی نے مجھکو

گیسوِ احمدِ مختارؐ کا ہوں سودائی
اپنا دیوانہ بنایا ہے نبیؐ نے مجھکو

جامِ کوثر سے سرافراز ہوا خوب ہوا
مار ہی ڈالا تھا اس تشنہ لبی نے مجھکو

نخلِ بستانِ مدینہ کی کروں کیا تعریف
کر لیا شیفتہ شیریں رطبی نے مجھکو

چوم کر مُہر کو عائشہ نے حضرت سے کہا
جنتی کر دیا اس بے ادبی نے مجھکو

میرے اعمال نے جھونکا تھا جہنم میں مگر
دی مدد تجھسے شفاعت طلبی نے مجھکو

نزع کے وقت اگر آپ کی ہوتی نہ مدد
بس ڈبویا ہی تھا دنیای دنی نے مجھکو

قدرِ رعنا کی چبھن یاد دلائی کیا کیا
باغ مین طیبہ کے سیرِ چمنی نے مجھکو

درد کیطرح سے اُٹھ اُٹھ کی مچل جاتا ہون
دی یہ طاقت مری درمان طلبی نے مجھکو

رنگ لائیگا مرا عشقِ نہان کیا کیا کچھ
دیکھیے ہند سے بلوا کے مدینے مجھکو

دین و دنیا کی فضیلت سی سرافراز کیا
شہِ دین اور شہِ مطلبی نے مجھکو

ادب آموزِ محبت ہون ازل سی ای شاد
سارے دربار کے ہین یاد قرینے مجھکو

۳ - ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

اے شاد چلو شاہ کے دربار کو دیکھو
آنکھون سی وہین جلوۂ دلدار کو دیکھو

کیا کرتے ہو یان بیٹھے چلو سوی مدینہ
دل جسکا فدائی ہی اُسی یار کو دیکھو

دیدار پر انوار کی مشتاق ہی وہ بھی
گلشن مین چلو نرگس بیمار کو دیکھو

بل کھاتے ہو کیا فرط نزاکت سی حسینو
حضرت کے ذرا گیسوئے خمدار کو دیکھو

کیا بالش راحت پہ ہو آرام میسر
فرقت مین ذرا حال دل زار کو دیکھو

نکلی ہے جو دل سی تو جلایا ہی فلک کو
اس آہ جگر سوز و شرر بار کو دیکھو

پہونچایا مقدر نے مدینہ کی زمین پر
اے مومنو اس طالع بیدار کو دیکھو

الطاف سے ذرّی کو کیا مہر درخشان
سرکار کو میرے مرے سردار کو دیکھو

قرآن کے حافظ جو ہین اُنسے یہی کہہ دو
تم احمد مختار کے رخسار کو دیکھو

قائل ابھی ہو جاو اگر از رہ انصاف
تم شاد کی رنگینی اشعار کو دیکھو

۲۱- شوال ۱۳۱۹ھ

دل مرا ہجر مین کسطرح سے ناشاد نہو
دُور افتادہ کی برسون جو وہان یاد نہو

صورتِ عیش دکھاتا ہی مجھے ذکرِ وصال
کسطرح شاد مرا یہ دلِ ناشاد نہو

یہ ستم بھی نہین کچھ کم کہ مدینے سی ہون دُور
ای فلک اور کوئی اب ستم ایجاد نہو

یہ تمنّا ہے کہ بس خاک ٹھکانے لگجاے
پس مردن کہین مٹی مری برباد نہو

آپکا نام لیا کرتے ہین ہر صبح و مسا
کسطرح آپکو اپنون کی بھلا یاد نہو

آپ کے نور سے ہین دیدۂ دل سب معمور
کونسا گھر ہے زمانے مین جو آباد نہو

ای فلک تو ہی بتا یہ بھی ستم ہی کہ نہین
چوٹ کھا کر لبِ عشاق پہ فریاد نہو

آپکی ذات پہ ہے شاد کا سب دار و مدار

پھر کہاں جائے اگر آپ کی امداد نہ ہو

ردیف ہ

۹- ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

تری ذات ایک ہے یا خدا تری شان جلّ جلالہ
نہیں تجھسا ہے کوئی دوسرا تری شان جلّ جلالہ

تو کریم بھی تو رحیم بھی تو عزیز ہے تو معز بھی ہے
ترے نام پر دل و جان فدا تری شان جلّ جلالہ

تو مُذل ہے تو ہی سمیع ہے تو بصیر ہے تو قدیر ہے
تو ہے دادرس مرے کبریا تری شان جلّ جلالہ

تو لطیف ہے تو خبیر ہے تو حلیم ہے تو عظیم ہے

تری حمد مجھ سے ہو کب ادا تری شان جلّ جلالہ

تو غفور ہے تو شکور ہے تو نصیر ہے تو کبیر ہے

تو حمید بھی ہے مرے خدا تری شان جلّ جلالہ

تو ہے داد خواہوں کا دادرس ترا فضل و رحم و کرم ہی بس

میں ہوں بندہ تو ہی مرا خدا تری شان جلّ جلالہ

تو حفیظ ہے تو مغیث ہے تو حسیب ہے، تو جلیل ہے

تو علیم ہے تو ہے کبریا تری شان جلّ جلالہ

ترا ذرّے ذرّے میں نور ہے ترے نور ہی کا ظہور ہے

تو ہی تو ہے کچھ نہین ماسوا تری شان جل جلالہ

برے وقت مین مرے کام آ یہی شاد کی ہے بس التجا

اُسے ہے تو تیرا ہی آسرا تری شان جل جلالہ

۱۵ رجب ۱۳۱۸ھ

بلوائین مجھے شاد جو سلطانِ مدینہ
جاتے ہی مین ہو جاؤنگا قربانِ مدینہ

وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محبوبِ خدا کا
کعبے سے بھی اعلیٰ ہو کیون شانِ مدینہ

روکین گے نہ دربار مین جانے کیلیے شاد
پہچانتے ہین سب مجھے دربانِ مدینہ

ہے احمدِ بے میم کا دربارِ مقدس
جو عرش خدا ہے وہ ہی ایوانِ مدینہ

ہے قبرِ نبی ہی یہ سب عزت و اجلال
قالب ہی مدینہ تو وہ ہے جانِ مدینہ

لیجاؤنگا مین ساتھ فقط عشقِ محمدؐ
تحفہ ہے مری پاس یہ شایانِ مدینہ

دیکھے جو تحیّر کو مرے عشق بنی ہین
سکتے مین رہی نرگسِ بستانِ مدینہ

کھولے درِ جنت کو یہی کہتا ہی رضوان
بیخوف چلے جائین غلامانِ مدینہ

نشہ ہے وہ انکو جو اُترتا ہی نہین ہے
توحید کی مے پیتے ہین مستانِ مدینہ

خاکِ رہِ یثرب کو بناؤنگا مین سرمہ
دیکھونگا ان آنکھون سی جو میدانِ مدینہ

اللہ دکھا دے تو مجھے روضۂ اقدس
باقی کہین رہجاے نہ ارمانِ مدینہ

کیون میری شفاعت مین بھلا دیر لگیگی
کیا مجھکو نہین جانتے سلطانِ مدینہ

کافر ہون کہ مومن ہون خدا جانے مین کیا ہون
پر بندہ ہون انکا جو ہین سلطانِ مدینہ

کیا مجھسے ثنا ہو سکے اک رہون ادنیٰ
اعلیٰ ہین وہی ہین جو سلیمانِ مدینہ

مومن جو نہین ہوں تو مین کافر بھی نہین شاد
اس رمز سے آگاہ ہین سلطانِ مدینہ

۸ ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

اس دل مین ہی مدت سی تمنائے مدینہ
یارب کبھی مجھکو بھی نظر آئے مدینہ

زاہد کو ہے جنت کی تمنا تو مبارک
ہمکو بھی حسرت ہی کہ ملجائے مدینہ

کعبہ بھی ہی سرسبز تو اُنکے ہی قدم سے
کہتے ہین جنھین سب چمن آرائے مدینہ

اک سانس بھی خالی نہین اب یاد نبیؐ سی
ہُو کے عوض آتی ہی صدا ہائے مدینہ

پتھر پڑین اُس دل پہ وہ پتھر سی ہی بدتر
جس دلمین نہو شوق و تمنائے مدینہ

پھر دیکھو مری جامہ دری جوشِ جنون مین
آجائے نظر مجھکو جو صحرائے مدینہ

وہ قطرہ ہے اور یہ ہی عین حقیقت ملجائین بنی مجھکو جو ملجاے مدینہ

پھولے نہ سماؤن جو کہین از رہ الطاف بلوائین مدینے چمن آراے مدینہ

جو ہین مدنی کہتے ہین سنکر مری نعرے بلبل ہے کہ طوطی شکر خاے مدینہ

خلوت مین تصور سے ہی جلوت مجھے حاصل ہے پیش نظر میرے تماشاے مدینہ

چوکھٹ کی وہان کیون نہ بنے قبر محمد آغوش مین اسکی ہے دل آراے مدینہ

کس طرح سے سرسبز نہو مزرع امید دیکھون جو کبھی گنبد خضراے مدینہ

یہ رنگ دکھاے مرا سودا تو مزہ ہے ہر داغ بنے لالہ صحراے مدینہ

عاشق ہون مجھے جنت فردوس سے کیا کام ہے سر مین ازل سی مری سوداے مدینہ

ہون سرو قد احمد مختار کا عاشق ملتے ہین گلے مجھسے شجر ہاے مدینہ

کافر نہ کہو شاہ کو ہی عارف و صوفی
شیدائے محمدؐ ہے وہ شیدائے مدینہ

ردیف ی

۵ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۱۷ھ

کُن کہتے ہی نمود ہوئی بے نمود کی
عالم پہ بات کھُل گئی نابود و بود کی

اپنی خودی کو کھو کے اُسی پایا آپ مین
یہ سیر کی ہے آکے عدم سی وجود کی

صلِّ علیٰ نہ کیون کہین احمدؐ کی نام پر
پڑھنے کی ہی جگہ تو یہی ہی درود کی

سوزِ درون نے آہ کا رتبہ بڑھا دیا
کیسی ہوا اس آگ نی باندھی ہے دُود کی

بتخانۂ و حرم کا ہو پابند کوئی اور
کرتا ہون روز سیر مین چارون حدود کی

اپنے مین دیکھو چشمِ بصیرت سے یار کو
اُسدم کھلیگی تم پہ حقیقت شہود کی

اظہارِ راز یار کو منظور جب ہوا
پردے مین رنگِ عشق کے اپنی نمود کی

جسکو حضوری آٹھ پہر یار کی ملی
واجب نماز اُسپہ ہوئی بی سجود کی

آصف جو مہربان ہین تو پھر خوف کیا ہے شاد
کچھ پیش چل سکیگی نہ ہمسے حسود کی

۱۰- ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

ہین امتِ رسول کے رتبے بڑہے ہوے
کیونکر نہون دماغ فلک پر چڑہے ہوے

علمِ لدنی آپ پہ سب آشکار تھا
ہرچند تھے ذرا بھی نہ لکھے پڑھے ہوے

خمخانۂ الست کے ہم بادہ خوار ہین
روزِ ازل سے اپنے ہین نشے چڑہے ہوے

جنکو دیا خدا نے یہان علمِ معرفت | دونون جہان مین اُنکی ہین رتبی بڑہی ہوے

بندی خدا کے اور ہین عاشق رسولؐ کے | رتبی ہمارے کیون نہون سب سے بڑہی ہوے

آئے ہین سب کے بعد مگر سب سے آگے ہین | اگلون سے ہین حضور کی رتبی بڑہی ہوے

انصاف تو یہ ہی کہ وہ طبعِ رسا کہان | اشعار ہین امیر کی سب سے بڑہی ہوے

گہبرا نہ تو جہان کی نشیب و فراز سے | مشکل اُنہین ہی جنکی ہین رتبی بڑہی ہوے

پیچھے ہٹین گے وہ نہ کبھی معرکی شاد
جنکی قدم ہون رزم مین آگے بڑہی ہوے

۲۴ شوال ۱۳۱۷ھ

دونون عالم سی ہو کیونکر نہ مجھے بیخبری | میری آنکھون مین سمائی ہی تری جلوہ گری

دلِ بسمل جو تڑپکر یوہین تڑپائے گا
خون رُلوائیگی عالم کو مری نوحہ گری

پُرزے پُرزے ہوا دامن تو گریبان ہوا چاک
بڑھ گئی حد سے سوا اب مری آشفتہ سری

جا کے پہونچانا مدینے مین مرا شہ کو سلام
گر گزر ہو ترا اُس سمت نسیمِ سحری

ہے تمنا مری دل مین کرون سیرِ بطحے
چلکے دکھلاؤن وہان اپنی مین شوریدہ سری

للہ الحمد کہ سرسبز ہوا باغِ اُمید
کام آئی مرے صد شکر یہ آنکھونکی تری

چشمِ وحدت سے ذرا دیکھ اُٹھا کر پردہ
ذرّے ذرّے مین عیان ذات کی ہی جلوہ گری

آپ اپنی کو جو کھویا اُسی پایا مین نے
مین خبردار ہوا جب کہ ہوئی بیخبری

حبّذا احمدِ بے میم تجھے کہتے ہین
نعت تیری ہو ادا کب ہی مجالِ بشری

ہے تری ذات شہا رونقِ باغِ اسلام
تیرے باعث سے ہی اسلام کی ناموری

دردِ فرقت سے تڑپتا ہوں بُلا لو مجھکو
اسقدر درد سہی کب ہے مجالِ بشری

تجھسا دنیا مین حسین کوئی نہ دیکھا نہ سُنا
جان و دل سے ہین فدا جن و ملک حور و پری

تو جو سن لے تو تمنا مری بر آئے شہا
تو جو سن لے تو ہو مقبول دعائے سحری

جتنی اُمیدین تھین دلکی وہ سبھی بر آئین
کب دعا مین مری پیدا ہوئی ہے بے اثری

بخشے جائینگے گنہ تسّاد کے میری مولا
اُسکی حالت پہ جو ہو جائیگی والا نظری

۲۰ ماہِ رجب سنہ ۱۳۱۸ھ

احمدؐ کے سوا عشق کسی کا نہ کرینگے
ہم عاشقِ صادق ہین تو ایسا نہ کرینگے

دیتا ہے مزہ عشقِ محمدؐ مین تڑپنا
اس درد کا زنہار مداوا نہ کرینگے

آجائے نظر ہمکو جو صحرائے مدینہ
اور اے دلِ وحشی تجھے دیوانہ کرینگے

اعجاز بھری آنکھین سمائی ہین نظر مین
اب نرگسِ شہلا تجھے دیکھا نہ کرینگے

گیسوئے نبی آگئے گر ہاتھ ہمارے
پھر تیری دوا اے دلِ دیوانہ کرینگے

سیراب جو ہونگے لبِ جان بخشِ نبی سے
دکھ درد مین ہم منتِ عیسیٰ نہ کرینگے

آنسو نہ بہائین گے جلن لاکھ ہو دل مین
اس آگ کو اپنی کبھی ٹھنڈا نہ کرینگے

کیا خوف گنہگار کو سرکار کے ہوتے
کیا وعدہ شفاعت کا وہ ایفا نہ کرینگے

آنے دو ذرا جذبۂ الفت مین ہین ہم بھی
پھر دیکھو گے تم ہم بھی تو کیا کیا نہ کرینگے

مومن نہین کہتے نہ کہین لوگ ہمین شاد
کافر بھی کہے کوئی تو پروا نہ کرینگے

۲۷ رجب ۱۳۱۸ھ

لب خشک ہین دل شیفتہ آنکھون مین تری ہے
کیا عشقِ محمد مین یہ سوزِ جگری ہے

جس نے تجھے دیکھا وہ ہوا جان سے صدقے
انسان تو انسان فدا حور و پری ہے

پیغام مدینے سے کوئی لائی ہے شاید
اٹکھیلی سے چلتی جو نسیمِ سحری ہے

شاید کہ گزر روضۂ اقدس پہ ہوا تھا
مستانہ تری چال نسیمِ سحری ہے

وہ گلبدن آیا جو مرے خواب مین اک شب
آغوش مری خلد کے پھولون سے بھری ہے

پٹکہ بھی نکل جائے جو کھینچے کوئی سو بل
یہ شانِ نبوت ہی یہ نازک کمری ہے

گلشن ہی گلِ عشقِ محمد سے مرا دل
ہر سانس مین خوشبوئے نسیمِ سحری ہے

آتا نہین اب کوئی نظر تیرے سوا اور
کیا محو ہون کیا بیخودی و بیخبری ہے

تم آپ ہی آتے ہو نہ بلواتے ہو مجھکو
اس عاشقِ مشتاق سی کیون بیخبری ہے

کیونکر نہ تجھے احمدِ بے میم کہین ہم
اک میم کے پردی مین تری جلوہ گری ہے

تجھسا نہ ہوا کوئی نبی اور نہ ہوگا
ہم بات کہین گے وہی جو بات کھری ہے

ایجوشِ جنون لیکے مجھے چل تو مدینے
پھر مین ہون وہان اور مری چادرِ تری ہے

جب وصل ہوا اور بڑھا دردِ محبت
کیا عیسیِ دوران یہ تری چارہ گری ہے

کہتی ہے مجھی خلق کہ ہون عاشقِ احمدؐ
ابشاخِ تمنا مری اے شاد ہری ہی

۲۸- رجب ۱۳۱۸ھ

چل ایدلِ دیوانہ کہ اب گھر سے چلینگے
جانا ہے مدینے کو ہمین سر سے چلینگے

کعبہ کو بھی جانا ہے اگر حج کیلیے شیخ
ہوتے ہوے ہم روضۂ انور سی چلینگے

یثرب مین کہین ہند سی ہو تو طلب اپنی
دو چار قدم آ گے ہی صرصر سی چلینگے

ہونا ہے جو تقدیر مین ہوگا وہی آخر
ہم بڑھ کے کہان اپنے مقدر سی چلینگے

تنہا نہ کبھی جائینگے جنت مین یقین ہے
ہم ساتھ کسی کی صف محشر سی چلینگے

ہم کو درِ جنت پہ نہ روکیگا کوئی شاد
جسوقت کہ ہم حکم پیمبر سے چلینگے

۳۰- رجب ۱۳۱۸ھ

یا نبی نزع مین شیطان کا کھٹکا کیا ہی
آپ حامی ہین کیکی مجھی پروا کیا ہے

آپ سب جانتے ہین آپ ہی سب پر روشن
کیا کہون آپ سی مین دلکی تمنا کیا ہے

در احمد کی گدائی سے ہی فخر شاہی
دُر و دینار و درم کی مجھے پروا کیا ہے

دین بھی پائین گے دنیا بھی ملیگی اس سے
عشق محبوب خدا سے کہو اچھا کیا ہے

حال دل آپ نے پوچھا نہ کسیدن مجھ سے
سبب بے خبری یا مرے مولا کیا ہے

آپ ہین ختم رسل شافع روز محشر
آپکے آگے بھلا اوروں کا رتبا کیا ہے

ایک ہین نور احد نور محمد دونون
صاف کہدیتے ہین ہمکو کوئی پروا کیا ہے

عشق میراث نہین ہے کہ ہو حاصل سب کو
منحصر فضل پہ ہے اسمین اجارا کیا ہے

ہے تعجب کہ یہ وحدت مین ہے کثرت کیسی
تو ہے یکتا تو دوئی کا یہ تماشا کیا ہے

آخری وقت مین دیدار تمہارا ہو جاے
دونون آنکھونکی سوا چاہتا اندہا کیا ہے

صبر اور شکر کرین تیری رضا پہ ہر دم
اور دُکھ درد مین انسانکو چارا کیا ہے

نہین کچھ فکر ہے میزان عمل کی مجھکو
میرے پلّے پہ ہین حضرت مجھی کو کیا ہے

جب خودی مٹ گئی تو رہا کیا باقی
کسکو کہتے ہین خدا اور یہ بندا کیا ہے

۲۹- رجب سنہ ۱۳۱۸ھ

مدینہ بھی خداوندا عجب پرنور بستی ہے
جہان ہر وقت اور ہر دم تری رحمت برستی ہے

سرورِ عشقِ احمد دل مین اور آنکھوں مین ہی ہر دم
یہ کیفیت ہماری ہی اسی نشہ کی مستی ہے

ترے رتبے مین کسکو دخل ہی کیا کوئی دم مارے
جو محبوبِ خدا کا رتبہ پاسکے کسکی ہستی ہے

فقط اک دل کی دینے پر اگر وہ ہمکو ملجائی
خدا شاہد ہی یہ نعمت بھی ارزان ہے سستی ہے

جمالِ پاک اپنا پھر دکھا دو خواب مین مجھکو
طبیعت پھر زیارت کیلیے میری ترستی ہے

پڑے جسپر نظر تیری وہ کچھ کا کچھ ہی ہو جاے
کری مستانہ اک عالم کو وہ آنکھوں مین مستی ہے

بظاہر عبد ہین وہ اور باطن ہین خدا جانے
تصور آپکا بے شبہ عین حق پرستی ہے

تصور ہے جمالِ پاک کا آٹھون پہر ہمکو
ہماری تو یہی اے شاہ بس صورت پرستی ہے

غرۂ شعبان ۱۳۱۸ھ

جو فدا اُنپہ ہین باہر کے ہون یا گھر والے
وہی کہلاتے ہین لاریب پیمبر والے

چشمۂ فیض سے لاکھون ہی کو سیراب کیا
بھر دی اب جام مرا بھی مرے کوثر والے

ہوگئی داخل دفتر مری فرد عصیان
آپکے سامنے کیا بولتے دفتر والے

آپکے عشق سے اعزاز یہ ہی حشر کے دن
مجھسے آ آکے گلے ملتے ہین محشر والے

ہم تو دلسے ہین اُسی در کی فدائی بندی — ہونگے وہ اور جو کہلاتے ہین باہر والے

بندے اللہ کے ہین عاشقِ احمد بھی ہم — کہین ہوتی ہین بھلا ایسے مقدر والے

آپکا رتبہ کسی نے بھی نہین پایا ہے — اور تو اور رہے گھٹ کے برابر والے

آلِ احمد ہی کا رتبہ ہے فزون تر سب سے — ہین یہی جان و جگر اور یہی گھر والے

دین و دنیا مین وقار اپنا بڑھانے کیلیے — تیرے کوچہ کے گدا بنگئے کشور والے

جز اطاعت نہوا اور اُنھین کچھ چارہ — زورِ حیدر سے جو واقف ہوئے خیبر والے

رُخِ روشن پہ عجب حُسن سے بکھرے بکھرے — یاد آتے ہین مجھے بال وہ گھونگر والے

شاہِ آصف کی غلامی کا بھی ہے فخر ہمین
ہم بھی تقدیر کے ہین شاہ سکندر والے

۱۲ شوال ۱۳۱۸ھ

تجھی کو جانتے ہین اور ماسوا کیا ہے
تجھی ہی چاہتے ہین اور مدعا کیا ہے

وہی ہے نور خدا کا جو ہے محمدؐ مین
یہ جان لو کہ خدا کیا ہے مصطفیٰ کیا ہے

احد جو احمدؐ بے میم کو کہے عارف
تو مومنو کہو انصاف سی خطا کیا ہے

ازل سے ہون مین فدا آپکا دل و جان سے
یہ پوچھ مجھ سے کہ پیغمبر خدا کیا ہے

فراقِ احمدِ مختار مین ہے دل بیمار
سوا وصال کے بیمار کی دوا کیا ہے

احد مین اور محمدؐ مین کچھ نہین ہی فرق
وہ عینِ ذات ہی اور صفت جدا کیا ہے

خدا گواہ کہ توحید سے ہے مرا مذہب
نہین جو لذت توحید تو مزا کیا ہے

دوئی مین پڑ کے مجھی لوگ کہتی ہین کافر
نہین سمجھ مین یہ آتا نہین ہوا کیا ہے

صنم پرست جو کہتے ہین خدا کو مومن
وہ جانتے نہین بت کیا ہی اور خدا کیا ہے

۱۴۔ شوال ۱۳۱۸ھ

ساری خلقت ہے فدائی آپکی
نقدِ جان سے ہے رونمائی آپکی

یارسول اللہ اب لیجے خبر
آفتِ جان ہے جدائی آپکی

جلوہ گر ہین کعبۂ دل مین صنم
یا محمد ہے دھائی آپکی

دم مرے سینہ مین ٹھہرا وقتِ نزع
مجھکو جس دم یاد آئی آپکی

کسطرح بھٹکونگا سیدھی راہ سے
راہبر ہے رہنمائی آپکی

کیجیے میری سفارش حق سے آپ
ہے وہان تک جب رسائی آپکی

زندگی مین تھا تصورِ وقتِ نزع | عشق نے صورت دکھائی آپکی
یاد مین نے جب کیا اللہ کو | ساتھ ہی بس یاد آئی آپکی
اپنی آنکھون کا اُسے سرمہ کیا | خاکِ پا جب ہاتھ آئی آپکی
جان و دل سے جو فدا ہین آپ پر | جانتے ہین دلربائی آپکی
امتِ مرحومہ سب بخشی گئی | رحمتِ حق تھی کمائی آپکی
چون از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت | کیون نہو ساری خدائی آپکی

کیا کرے دنیا کی شاہی لیکے شاد
ہے بڑی دولت گدائی آپکی

۱۴۔ شوال ۱۳۱۸ھ

تاجِ لولاک ہی شایانِ رسولِ عربی
پرتوِ شانِ خدا شانِ رسولِ عربی

آپکا خوانِ کرم ساری جہان مین ہی بچھا
یار و اغیار ہین مہمانِ رسولِ عربی

آپکی دید کی خواہش ہے دلِ مضطر کو
مضطرب رکھتی ہین ارمانِ رسولِ عربی

انبیا جتنے ہین آپ انکی بھی شافع ہونگے
سب کے سب پائینگے احسانِ رسولِ عربی

باغِ احمدؐ کے ہین دو پھول حسینؑ اور حسنؑ
یہی دو ہین گل و ریحانِ رسولِ عربی

بخشوائین نہ اگر آپ مجھے محشر مین
ہوگا بس ہاتھ مین دامانِ رسولِ عربی

عشق سے بڑھکی کوئی چیز نہین پاس مرے
کہ یہی ہدیہ ہی شایانِ رسولِ عربی

دیکھیے نورِ خدا اسمین نظر آتا ہے
آئینہ ہے رخِ تابانِ رسولِ عربی

مے توحید پلا کر مجھے کردین سرشار
ہوگا سر پہ مری احسانِ رسولِ عربی

کیون نہ تعریف کرین لوگ سخن کی ای شاد

دل و جان سے ہون ثنا خوانِ رسولِ عربی

۱۴ شوال ۱۳۱۸ھ

فقط نام احمد مرے دلنشین ہے
سوا انکی اس گھر مین کوئی نہین ہے

مرے دل مین آجاؤ تم یا محمد
یہ سنسان خالی مکان بے مکین ہے

کہان چھوڑ کر مین مدینے کو جاؤن
یہی آستان اور میری جبین ہے

بہت مہ جبین دیکھے دنیا مین لیکن
کہین ایک بھی تیرا ثانی نہین ہے

نہ کیون عرش پر اوج ہو اسکو حاصل
خدایا مدینے کی یہ سرزمین ہے

دمِ نزع مونس نہین کوئی میرا
فقط ایک ہمدم دمِ واپسین ہے

یہاں آئیں حوریں بھی تو پھر نہ جائیں
زمیں پر مدینہ بہشت بریں ہے

وسیلہ مرادین و دنیا میں شاہا
تمہارے سوا اور کوئی نہیں ہے

بلا کر مدینے میں دل شاد کیجے
کہ مدت سے ناشاد جانِ حزیں ہے

۲۸۔ شوال ۱۳۱۸ھ

شگفتہ یہاں ہر اک دل کی کلی ہے
ارم ہے جو مدینے کی گلی ہے

چڑھایا ہے دلِ پرسوز میں نے
نئی یہ شمع روضے پر جلی ہے

مری سوزِ محبت کو جو دیکھا
فلک پر رشک سے بجلی جلی ہے

نہ کیوں واقف ہو وہ رازِ خفی سے
ولی اللہ اگر ہے تو علیؓ ہے

فنا جس نے کیا اپنی خودی کو — وہی عارف وہی بیشک ولی ہے

تصور میں تمہارے روح نکلی — دلہن نوشاہ سے ملنے چلی ہے

لکھی ہے وصفِ رخ میں ہم نے جو مدحت — مثالِ شاخِ گل پھولی پھلی ہے

لبِ لعلِ شکر خائے محمد — نبات و قند مصری کی ڈلی ہے

عدو کے شر سے ہوں محفوظ ہر دم — مرا حصنِ حصین نادِ علی ہے

جو سمجھے نفس کی اپنی حقیقت — نہالِ معرفت کی یہ کلی ہے

طوافِ روضہ عینِ حج ہے ای شاد
مرا کعبہ مدینے کی گلی ہے

۲۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۸ھ

حضور میں جو طلب ایکبار ہو جائے
نہال آپ کا امیدوار ہو جائے

شمیمِ گلشنِ طیبہ ہمیں سُنگھا دینا
گزر ترا جو نسیمِ بہار ہو جائے

کبھی تو لطف و کرم سے مزاج ایسے ہو
یہ آرزو ہے کہ دل کو قرار ہو جائے

نبیؐ کے عشق میں ایسا ہوا ہوں دیوانہ
جو قیس دیکھ لے مجھکو نثار ہو جائے

یہ آرزو ہے کہ ہو دل میں داغِ عشقِ رسولؐ
چمک سے جسکی منوّر مزار ہو جائے

شمار کچھ نہیں میرے گناہِ بیحد کا
ترا کرم مرے پروردگار ہو جائے

یہ جان نثار ہمارا غلام صادق ہے
اگر حضور کہیں تو پکار ہو جائے

گناہگار کو رحمت کی آرزو ہے اگر
گناہ کر کے ذرا شرمسار ہو جائے

اسیرِ گیسوئے احمدؐ کے عشق میں یارب
یہ بال بال دلِ بیقرار ہو جائے

خیالِ گلشنِ طیبہ ہو نزع مین یارب
اخیر سانس نسیمِ بہار ہو جائے

نگاہِ ناز کا خنجر چلے نہ رُک رُک کر
یہ آرزو ہے کلیجے کے پار ہو جائے

بھنور مین پڑ گئی کشتی یہی ہی وقتِ مدد
جو ناخدا ہو خدا پل مین پار ہو جائے

زبانِ دل سے ہو جاری اگر خدا کا ذکر
تو وقتِ نزع مرا بیڑا پار ہو جائے

جو میری خاک مدینے کی خاک مین ملجای
تو جان نثارون مین اپنا شمار ہو جائے

یہ آرزو ہے مدینے مین جامۂ ہستی
اُلجھ کے خار سے اب تار تار ہو جائے

گرے جو مرقدِ انور پہ آنکھ سے آنسو
تو آبرو مین دُرِ شاہوار ہو جائے

یہی دعا ہی کہ آصف کا بُول بالا ہو
عدو جو شاہ کا ہی بیوقار ہو جائے

کرون جو ذکر کبھی اپنی بیخودی کا مین
ہر ایک بیخود و بی اختیار ہو جائے

غبار بنکے ادب سے مین چوم لونگا رکاب
گذر ادھر سے جو ای شہسوار ہو جائے

نگاہِ لطف سے دیکھین اگر حضور ای شاد
تو ایکدم مین گدا تاجدار ہو جائے

۲- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۸ھ

محمدؐ پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے
ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے

مزہ اُسکو آتا ہے عشقِ نبیؐ کا
وہ جسکی نظر مین سمایا ہوا ہے

نہ ہی آپ کا کوئی ہمسر نہوگا
یہ دیکھا ہوا ہے یہ سمجھا ہوا ہے

خداوندِ عالم ہے جسطرح واحد
حبیبِ خدا بھی تو یکتا ہوا ہے

احد اور احمدؐ مین ہے فرق اتنا
یہ بندہ ہوا ہے وہ مولا ہوا ہے

کہو دل سی صلِ علیٰ اہلِ مجلس　　کہ خیر الورا آج پیدا ہوا ہے

اُسی سی کوئی پوچھے ہے کون احمدؐ　　جو عینِ حقیقت سے بنیا ہوا ہے

احد اور احمدؐ ہے کسطرح واحد　　وہی جانتا ہے جو سمجھا ہوا ہے

لب مجھے کوئی کافر کہے یا مسلمان　　ق　　کہے جسکے جو جی میں آیا ہوا ہے

موحد ہوں عارف ہوں صوفی ہوں لیکن　　مرے حال پر فضلِ اللہ ہوا ہے

فقط نعت گوئی سے ای شاد تجھکو
یہ عزت ملی ہے یہ رتبا ہوا ہے

۳- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۸ھ

مدینے سے دل میں لیے شاد ٹھنی ہے　　دکھو نہیں اُسی جا کے جو مکی مدنی ہے

جانا ہی جو جنت کو تو یثرب ہی سے جاؤ
ستا لو یہان باغ و چمن کیا چھاؤن گھنی ہے

جو آپکا عاشق ہی وہ کوئی بھی ہو لیکن
کچھ شک نہین اسمین کہ اویس قرنیؓ ہے

کیا پیاری کھٹک ہی تمری اس تیر مژہ کی
کیا راحت جان ہی یہ جو برچھی کی انی ہے

لولاک کا تاج اُسکے ہی سر پہ ہے سزاوار
احمدؐ جسے کہتے ہین وہ شاہِ مدنی ہے

مقبولِ خدا ہین وہ جو ہین منکسر النفس
شیطان کی بندی ہین جنھین کبر و منی ہے

اک جلوۂ جانان مین غش آیا تمہین موسے
اب دل مین ہی وہ شوق نہ لب پہ ارنی ہے

جبریلؑ امین آپکی ہون غاشیہ بردار
کیا شانِ خدا شان رسولِ مدنیؐ ہے

کس سی لب و دندانِ محمدؐ کی ہو تعریف
یہ لعلِ بدخشان ہی وہ ہیرے کی کنی ہے

جسطرح کی جرأت تھی علیؓ شیرِ خدا مین
ایسا کوئی تلوار کا دنیا مین دھنی ہے؟

جائینگے جو جنت مین تو اُست کو لیے ساتھ — کیا رحم بھی حضرت کا یہ اللہ غنی ہے

خالق کی مشیت نہ ٹلی ہی نہ ٹلیگی — آخر وہی ہونا ہے جو امرِ شدنی ہے

کیا خوف تجھے شاد اگر لاکھ عدو ہون

تیری تو مدد پر شہ مکی مدنی ہے

۴- ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

باغِ یثرب سے محبت کی ہوا آتی ہے — غنچے غنچے سے مجھے بُوی وفا آتی ہے

یہ یقین ہوتا ہی ہمکو درِ فردوس کھُلا — ٹھنڈی ٹھنڈی جو مدینے کی ہوا آتی ہے

ہون فنا ذات مین ایسا کہ مجھے ہرسو سے — ذکر ہا کان محمدؐ کی صدا آتی ہے

یاد جب اپنے گناہ اُسکے کرم آتے ہین — اپنے اعمال پہ کیا مجھکو حیا آتی ہے

ہمکو مرنے سے کہین پہلے فنا ہی حاصل
ڈھونڈھی کسکو یہ دیوانی قضا آتی ہے

کوئی پہلو مری تسکین کا نکلتا ہی نہین
نہ تو بلواتے ہین حضرت قضا آتی ہے

کیا خبر لائی مدینے سے سنادی ہمکو
تو جو اٹھلاتی ہوئی بادِ صبا آتی ہے

تیرا بیمارِ محبت تو ہی آزار پسند
اے مسیحا اُسی کب راس دوا آتی ہے

کہو کیا بھول گئی بندی کو اپنے مولا
اسطرف کیون نہین اب بادِ صبا آتی ہے

یاد مین ساقیِ کوثر کی جو پیتا ہون مین جام
لبِ ساغر سے ہنسیا کی صدا آتی ہے

سانس جو سرد نکلتی ہے مری وقتِ اخیر
مین سمجھتا ہون کہ یثرب کی ہوا آتی ہے

تجھکو اے تشنہ مبارک ہون مئی عشق کے جام
کالی کالی وہ مدینے سے گھٹا آتی ہے

۵- ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۸ھ

گو شان محمدؐ کی شانِ بشری نکلی
وحدت کی کسوٹی پر چاندی یہ کھری نکلی

دیوانۂ احمدؐ تھا جب روح نے کی پرواز
حوروں نے کہا دیکھو کیا خوب پری نکلی

کیا الفتِ احمدؐ کا ہی نخل پھلا پھولا
ایمان کی شاخ اسمیں تا حشر ہری نکلی

تھی نزع میں گو غفلت پر دل میں تھی یاد اسکی
ہوں ہوش فدا جس پر وہ بیخبری نکلی

پہونچا یا مدینے میں ابتک نہ مجھے تو نے
ای عشق بہت تیری بیداد گری نکلی

مقبول ہوئی طاعت صد شکر دمِ آخر
جو سانس مری نکلی رحمت سے بھری نکلی

اے شاد محبت نے کیا بات بنائی ہی
حضرت کی جو امت ہے عصیان سی بری نکلی

٦- ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

کعبہ کا بھی ہو اور مدینے کا سفر بھی
ای شاد مرا دل تو ادھر بھی ہی اُدھر بھی

کسکو ہی یہان عشق مین آرام میسر
بیتاب ہی پہلو مین مری دل بھی جگر بھی

حق یہ ہے کہ منصور انا الحق ہی نہ کہتا
دعوی کہین کرتے ہین خدائی کا بشر بھی

کیا اصل علی حسن خداداد ہے تیرا
خورشید بھی قربان ہی صدقے ہی قمر بھی

منزل ہی کڑی پاؤن ہین شل سلب ہی طاقت
ہی بارِ گنہ دوش پہ درپیش سفر بھی

اک جام پلا بادۂ توحید کا ساقی
پیاسی ہے مری روح بھی اور تشنہ جگر بھی

آنکھین مری روتی ہین تو لب ہین مری خندان
رحمت پہ ہون نازان تو گناہون کا ڈر بھی

بیمارِ محبت کو ہو کیا جینے کی امید
گُل ہو گی کہین جلتی ہے پھر شمع سحر بھی

مین تشنۂ دیدار ہون مین طالبِ دیدار
ہان ساقیٔ کوثر نظرِ لطف ادھر بھی

بر آئینگی اے شاد ترے دلکی مرادین
پیدا ہے دعاؤن سے تری رنگ اثر بھی

۱۰ - ذیقعدہ ۱۳۱۸ھ

مجھکو دیدار مدینے کا خدارا ہو جاے
دلِ مشتاق کا اُس در پہ گذارا ہو جاے

پای بوسی کا شرف مجھکو جو حاصل ہووے
پست ہی بخت بلندی پہ ستارا ہو جاے

طلبی ہند سے ہو جلد مدینے مین حضور
تام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جاے

ہے گردابِ بلا سے مری کشتی محفوظ
ڈوبتے کو مرے مولا جو سہارا ہو جاے

حشر کے روز کوئی مجھسے نہ پوچھیگا حساب
چشمِ رحمت سے اگر ایک اشارا ہو جاے

تیری بیمارِ محبت کو ترے ہاتھون سے — تلخ داروبھی جو ملجاے گوارا ہوجاے

رنج سے ہو کہ خوشی سے ہو مدینے مین شاد
چاہتا ہون کہ کسیطرح گذارا ہوجاے

غرۂ ذیحجہ ۱۳۱۸ھ

نظرِ لطف ادہر بھی شہ دین تھوڑی سی — دلِ محزون کو تسلی ہو کہین تھوڑی سی

ہے تمنا کہ مدینے مین گذارون اسکو — عمر باقی ہی جو اے خسرو دین تھوڑی سی

خُم کے خُم منہ سے لگا ساقیِ کوثر میرے — ایسے پیاسے کو پلاتے ہین کہین تھوڑی سی

جبہہ سائی درِ اقدس کی نہ چھوڑی اے دل — چاہیے خاک ہی زیبِ جبین تھوڑی سی

خوانِ نعمت پہ نہ دنیا کی کبھی آنکھ پڑے — ملے یثرب مین اگر نانِ جوین تھوڑی سی

بعد مرنیکے مری خاک ٹھکانے لگجاے | مجھکو ملجاے مدینے مین ثمین تھوڑی سی

گرنہ برباد تو اس نفس کی ہاتھون اے شاد
آبرو ہے تری اے خاک نشین تھوڑی سی

۲۵- ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

شان کیا شانِ علا ہے احمدِ مختار کی | اللہ اللہ کل خدائی ہے اسی سرکار کی
سر جھکاے رہتی ہین ساری ادب سے انبیا | ہی وہ عظمت اور شوکت آپکے دربار کی
جانبِ طیبہ ہین آنکھین حسرتِ پابوس مین | وقتِ آخر بھی تمنا ہے مجھے دیدار کی
محوِ حیرت ہو گیا ہون اسقدر آئینہ سان | جسطرف دیکھون نظر آتی ہی صورت یار کی
آرزو اب کسکو ہی رویت کی تیری ماہِ نو | ہم زیارت کر چکے اُس ابرو خمدار کی

مست و بیخود ہو گئی ہین جلوہ دلدار سے
بیخودی مین یاد آتی ہے کسی اغیار کی

جلوہ گر ہوتا نہین گلشن مین جب وہ سروقد
آنکھین ہنستی ہین ترستی نرگس بیمار کی

کھینچتے ہین جانب صحرای یثرب بدلے سے
آبلون کو بھاگئی کاوش وہان کے خار کی

کافر عشق محمد خلق کہتی ہے مجھے
سب مسلمان قدر کرتے ہین مرے زنار کی

نیستی ہستی مین کیا حائل ہوا دریا کوئی
کچھ خبر اس پار والونکو نہین اس پار کی

بول بالا ہو ہمیشہ شاہ آصفجاہ کا
عمر مین یارب ترقی ہو مرے سردار کی

دامن امید میر اشاد مالا مال ہو
گر عنایت کی نظر ہو جاے اب سرکار کی

۲۹- ربیع الاول سنہ ۱۳۱۸ھ

عشقِ احمدؐ مین یہ شوریدہ سری رہنے دے
ای جنون تیرے فدا بیخبری رہنے دے

ایک دم بھی نہ تصور سے ہو اُسکی غافل
دل کی آئینے مین تصویر دھری رہنے دے

نکہتِ باغِ مدینہ سے معطر ہے دماغ
اپنی بو باس نسیمِ سحری رہنے دے

بادۂ شوق سے ای دل نہ کبھی ہو خالی
اپنی شیشہ مین می عشق بھری رہنے دے

گر نہین طاقتِ پرواز تو حسرت ہی سہی
شکوہ صیاد کا بی بال و پری رہنے دے

بیخودی ہوگئی ہے آئنہ دارِ حیرت
پاسِ دیوانگی اے بیخبری رہنے دے

کینہ و بغض سی دل پاک رکھہ اپنا ای شاد
قیدِ ہفتاد دو ملت سے بری رہنے دے

غرۂ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

رسول اللہ آئے ہین جہان سے | ہمین ہے واقفیت اُس مکان سے
سُنگھا دے لا کے خوشبو اے صبا تو | مدینے کے مہکتے بوستان سے
یہان ہم جس مکین سے پوچھتے ہین | ق | کہ آیا اس مکان ہین کس مکان سے
وہ کہتا ہے جہان جانا ہے ہمکو | یہان آنا ہوا اپنا وہان سے
محمدؐ کی اگر سُننی ہو تعریف | حقیقت مین سُنو حق کی زبان سے
مرے ساقی مجھے تو مست کرنا | لب کوثر شراب ارغوان سے
رہیگی کونسی پھر بات باقی | خودی اُٹھ جائیگی جب درمیان سے
تری مژگان کا ہے مجھکو تصور | محبت ہو گئی نوک سنان سے
یہی کہتا ہے جذب عشق ہر وقت | مدینے کو چلو ہندوستان سے

کسی سے ٹل نہین سکتی مشیّت — پھرا کب تیر برجستہ کمان سے

غمِ عشقِ شہنشاہِ دو عالم — کہین برتر ہے عیشِ جاودان سے

گلستان کی کلی شرما گئی ہے — ہوئی رد کش جب اُس غنچہ دہان سے

ہوا معلوم احمدؐ کا تقرب — شبِ معراج ہی کی داستان سے

مدد ملتی ہے کیا کیا وقتِ مشکل — مجھے اپنے معین و مہربان سے

قفس مین پھنس گیا ہستی کے آکر — ق — یہ مرغِ جان عدم کے آشیان سے

جدائی کا نہ کیون اسکو قلق ہو — کہ چھوٹا اپنے وہ پہلے مکان سے

خودی کھو کر خدا کو ہمنے پایا — حجاب اپنا اُٹھایا درمیان سے

زیارت کے لیے حاضر ہوا ہون — کہو طیبہ کے جا کر پاسبان سے

گناہون سے رہا کرتا ہون نادم
یہ ظاہر ہے مری اشکِ رواں سے

مرے مولےٰ مری آقا ہین واقف
مرے دُکھ سے مری دردِ نہان سے

عبث زاہد مجھے کہتے ہین مشرک
اُنھین کیا آگہی رازِ نہان سے

مجاز آخر حقیقت ہوگا ای شاد
پہونچتے بام پر ہین نردبان سے

۱۰ - ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

طیبہ اگر مین جاؤن حاصل ہو شادمانی
جاتی رہیگی دلکی یہ کاہشِ نہانی

بس بس نہ کر ملامت مستون کو اسقدر تو
ہان چھیڑ ناصحا اب کچھ اور ہی کہانی

دلکی لگی بجھا دو اس درد کی دوا دو
زمزم کا تم پلا دو وہ پاک مجھکو پانی

جو کچھ تھا انکو سُننا معراج مین سُنا سب | سب نہان سُناتے جبرئیل کیا زبانی

نقشِ قدم کی صورت رہنے دو در پہ مجھکو | کرتی ہے عرض تمسے یہ میری ناتوانی

بیگانے اور اپنے سو جان سی فدا ہین | لب دیکھے بھالی تمپر اللہ ری دلستانی

اللہ کی نوازش ایسی تھی مصطفےٰ پر | خود اپنی ذات سے تھا مصروفِ میہمانی

زیبا ہے قد و قامت صلِ علےٰ محمدؐ | ہے یہ الف احد کا یا سروِ بوستانی

اندازِ عشق کی سب نیرنگیان یہ دیکھو | آنکھین ہین آب دیدہ اور رنگ زعفرانی

ہون عارضِ نبیؐ پر سو جان سی فدا مین | ساقی پلا دے مجھکو اک جام ارغوانی

یا رب بیدل کی قسمت اتنی ہو بس عنایت | احمدؐ کے در کی مجھکو ملجای پاسبانی

ہے نقشِ موج دریا حادث ہی سارا عالم | قائم قدیم ہے وہ دنیا ہی ساری فانی

گر لاکھ رن بھی جیتے تو کیا دلاوری ہے | مارے جو نفس اپنا اُسکی ہے پہلوانی

تو اور رمزِ وحدت اللہ رے یہ دعوی
تو اور شاد تیری یہ لافِ نکتہ دانی

۱۵- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

خاک پائے نبوی شاد جو پاتے جاتے | اپنی آنکھوں کا اُسے سرمہ بناتے جاتے
آمد و شد سے نفس کی یہ ہوا ہی معلوم | عمر گھٹتی ہی فقط سانس کی آتے جاتے
ولولے جوشِ جنوں کی جو ترقی کرتے | اپنی شوریدہ سری ہم بھی دکھاتے جاتے
خار دامن سے اُلجھتے تو مزہ ہوتا پھر | ٹکڑے ای جوشِ جنوں اُنکی اُڑاتے جاتے
یاد سے آپ کی آباد ہے یہ دل ورنہ | آگ اس خانۂ ویران کو لگاتے جاتے

ساقیا سے ہمین ملجاتی اگر کوثر کی
اسی دنیا مین لگی دلکی بجھاتے جاتے

پوچھتے کیا ہو تم اس خانۂ دلکی وسعت
راز ہین ساری خدائی کو سماتے جاتے

قبل مرنے کے مدینے کی زیارت ہوجاے
آرزو یہ بھی ہو پوری مری جلتے جاتے

اے صبا کچھ تو سنا ہمکو مدینے کی خبر
دیتی رہ دلکو تسلی مرے آتے جاتے

ساتھ ہم قافلے کے جاتے کبھی طیبہ کو
خار اُس راہ کی پلکون سے اُٹھاتے جاتے

عشق کی راہ نہوتی جو نشیب اور فراز
شاد پھر کسلیے ہم ٹھوکرین کھاتے جاتے

۲۰- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

عاشق ہون یا الٰہی تو عشق مین اثر دے
اپنے نبی کی دلمین میری جگہ تو کر دے

ساقی پلا وہ بادہ وحدت کی مے پٹ ہو جسمین
کثرت سے اور خودی سے بیہوش ہمکو کر دے

دیدار اُسکو ہوگا ہر جزو اور کل مین
دیکھے جمال اسکا جسکو خدا نظر دے

لغزش نہو قدم کو پلٹین نہ در سے تیرے
نقشِ قدم نہین ہم ایسا دل و جگر دے

طائر کی طرح اڑکر پہونچون مدینے یارب
رہبر ہو شوق میرا اڑنے کی مجھکو پر دے

آتے ہین وہ مری گھر جاگے نصیب اے دل
زیرِ قدم تو اُنکے آنکھون کو فرش کر دے

دل مین ٹھنی ہے اپنے جاکر کرون زیارت
دنیا سے دو دن الٰہی فرصت مجھے اگر دے

ہے آرزو کہ مر کر آنکھون مین گھر کرین ہم
سرمہ ہو خاک اپنی پامال گر تو کر دے

بلوایا ہے نبی نے تجھکو مدینے شاد
بادِ صبا خدارا اتنی سے مجھے خبر دے

۲۸- ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ

مدت سے مرے دلمین تپِ سوزِ درون ہے — غم ہجرِ محمد کا اب مجھے شادفزون ہے

عشرت کدۂ دلمین مرے آج ہے ماتم — کس زلفِ سیہ مست کا مجکو جنون ہے

پھر کشمکشِ چارۂ سودا مین پھنسا دل — پھر زورونپہ ان روزون مرا جوشِ جنون ہے

کیون آہ کی تاثیر ہوئی جاتی ہے اُلٹی — اسمین بھی الٰہی اثرِ بختِ نگون ہے

خود درد مرے درد کا درمان ہے گلہ کیا — تکلیف نہو مجھکو تو کسطرح سکون ہے

ناموسِ وفا کا ہے اُسے پاس وگرنہ — آمادہ جلانیکو مرے سوزِ درون ہے

میرے دلِ غنچہ کی یہ حالت ہے شب و روز — بیتاب کسی دم ہے کسیوقت سکون ہے

اٹھلاتی ہوئی آئی ہے جو بادِ صبا آج — مژدہ کوئی لائی ہے کوئی نیک شگون ہے

جسنکے کھوئی خودی وہ پہونچا سر منزل	گم گشتگی اسے نشاں یہاں راہنموں ہے

۳- جمادی الاول ۱۳۱۹ھ

ہم خیالِ رخِ پر نور مین حیران ہونگے	یاد آئینگے جو گیسو تو پریشان ہونگے
ساتھ میت کے لحد مین جو یہ پنہان ہونگے	داغ سینے کے چراغ تہِ دامان ہونگے
حق نے جبریلؑ سے معراج کی شب فرمایا	آجکی رات محمدؐ مرے مہمان ہونگے
اے جنون چھیڑ کے ہمکو بھی ذرا دیکھلے تو	قیس کی طرح ابھی چاک گریبان ہونگے
جو صلے اپنے نکالونگا مدینے چلکر	عرض کردونگا مری دل مین جو ارمان ہونگے
دشتِ یثرب مین دوا ہوگی مری چھالونکی	آبلے پاؤن کی اور خارِ مغیلان ہونگے
جیسے ہین میرے جگر سی نگہِ ناز کو ربط	ایسی ہی دل پہ مری شیفتہ ارمان ہونگے

لیگیا بخت اگر روضۂ اقدس کیطرف
جان و دل سے کبھی صدقے کبھی قرباں ہونگے

ہمکو تو گلشنِ طیبہ میں اڑا کر لیجا
ہم ترے بادِ صبا بندۂ احسان ہونگے

بت پرستی میں کٹی عمر تو کیا پروا ہے
شاد ہم جا کے مدینے میں مسلمان ہونگے

۸- جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

نامِ احمد سے یہاں عشق سوا ہوتا ہے
شوقِ پابوس مجھی ذوق فزا ہوتا ہے

ہے جدائی تو بہت شاق مگر کیا کیجے
شکر اس حال میں کرنا بھی گلا ہوتا ہے

شوق بیحد ہے مگر بخت نہیں ہے یاور
اس کا انجام ذرا دیکھیے کیا ہوتا ہے

تو ہے دریائے کرم اور میں ادنیٰ قطرہ
شکرِ نعمت ترا کب مجھ سے ادا ہوتا ہے

یاروا غیار ہین اسطرح تری شیدائی	جسطرح شمع پہ پروانہ فدا ہوتا ہے
ہوئین مقبول دعائین بطفیلِ حضرت	قادر انداز ہون کب تیر خطا ہوتا ہے
ذات مین اُسکی فنا کرتے ہین جب ہستی کو	یہ جو بندہ ہی خدا جانے وہ کیا ہوتا ہے
تجھکو معلوم نہین کسکا ہون بندہ ای چرخ	مجھپہ کسواسطے سرگرمِ جفا ہوتا ہے
مرحبا چرخ سے سب حور و ملک کہتی ہین	نعت گو آپکا جب نغمہ سرا ہوتا ہے

بیطلب اُسکی نکلجاتے ہین ساری مطلب
شاد کے حال پہ جب فضلِ خدا ہوتا ہی

۵ شوال سنہ ۱۳۱۹ھ

اسطرح حبِّ محمد جاگزین اس دل مین ہے	جسطرح لیلاے مجنون جلوہ گر محمل مین ہے

موجِ بوئے گل نہین ہے دوستو اپنی وفا | جیسے آتش سنگ مین ہے ویسی مضمر دل مین ہے
باعثِ تکوینِ عالم آپ ہی کی ذات ہے | رونقِ شمعِ نبوت آپ سی محفل مین ہے
مرغِ دل کو تیغِ فرقت نے کیا ہی نیمجان | اڑکے پہونچے یہ مدینے دم کہان بسمل مین ہے
ہے ادہر شوقِ زیارت اور ادہر ہین کاروبار | دل کشاکش مین پڑا ہی جان کس مشکل مین ہے
حسرتین مرقد مین ہین طیبہ مین جا پہونچی ہے روح | ہے ٹھکانے پر مسافر کاروان منزل مین ہے

کوئی دم خالی نہین ہے ذکرِ حمد و نعت سے
نسا یہ باعث اور کس ذاکر مین کس شاغل مین ہے

۳۰۔ رمضان ۱۳۱۹ھ

ہمین تو خدا سے لگا کے بنی گی | خودی اپنے دل سی مٹا کے بنی گی

بظاہر چھپے ہیں جو حضرت تو کیا ہے | قیامت میں صورت دکھائے بنے گی

جدائی میں تڑپائینگے وہ کہانتک | بہ جلد ہمکو بلائے بنے گی

ہماری تمہیں داد دینی ہی ہو گی | ہمیں اپنی حاجت سنائے بنے گی

چھپاؤ گے کب تک میں رازِ محبت | جو دلمیں ہی لب پر وہ لائے بنے گی

جو مشکل کشا ہو مری بات بگڑی | بنائے بنے گی بنائے بنے گی

کہان تک کریگا گنہ شاد چھپکر
تجھے حق کو صورت دکھائے بنے گی

۲۹- شوال ۱۳۱۹ھ

یارب ترے حبیب کا ہی آسرا ہے مجھے | تجھسے وہ بخشوائیں گے روزِ جزا مجھے

پہونچا دے اب مدینے کو میرے خدا مجھے | جلدی دکھا دے روضۂ خیر الورے مجھے

روزِ الست مین سنے جو لفظِ بلےٰ کہا | سوجھی نہ ابتدا ہی مین کچھ انتہا مجھے

ڈہونڈا جہان مین نہ ملا مجھکو کوئی اور | ہے آسرا ترا ہی شہِ دوسرا مجھے

کسطرح اُنکے ساتھ تری جاؤن مین وہان | تو ہی بتا دے راہ وہ پیکِ صبا مجھے

اتنی سی آرزو ہے مدینے کو جاؤنگا مین | ارمان کوئی اور نہین یا خدا مجھے

یارب یہی دعا ہے مری کر اسی قبول | مشتاق ہون مدینے مین آئی قضا مجھے

روضے کی خاک چاٹ کی کہتا رہونگا مین | اکسیر دردِ دل کی ملی ہے دوا مجھے

کس برقِ وش کا دہیان مری دلمین آگیا | کسکی تھی یاد جسنے کہ تڑپا دیا مجھے

جس سمت دیکھون مین وہی صورت نظر پڑے | سوجھی نہ اور کچھ بھی تمہاری سوا مجھے

کشتی کو اپنی بادِ مخالف سے خوف کیا | احمد سا یا خدا جو ملا ناخدا ب مجھے
بیمار ہون مین عشق مین سبطِ رسول کی | کوئی پلا دے گھولکی خاکِ شفا مجھے
نازک سوا ہے شیشی سے پہلو مین دل مرا | پتھر سے کم نہین سخن ناروا ب مجھے
فضلِ خدا ہے احمدِ مرسل کا ہی طفیل | اعلے ترین یہ شاد جو رتبہ ملا ب مجھے

غرہ شعبان سنہ ۱۳۱۹ھ

بلوائیے گا مجھکو رسولِ خدا کبھی | کیجے گا سرفراز شہ دوسرا کبھی
جاؤن مدینے ہند سے ایسا ہو یا خدا | ہو جائے مستجاب مری یہ دعا کبھی
تیرے نبی کی مجھکو زیارت نصیب ہو | بیدار ہون نصیب مرے یا خدا کبھی
ہر وقت آپ ہی کا بھروسہ رہا مجھے | ڈھونڈا کسیکا مین نے نہین آسرا کبھی

جو کچھ طلب کیا وہ تمھین سے طلب کیا

غیروں سے کی نہ شاد نے کچھ التجا کبھی

۹ شوال سنہ ۱۳۱۹ھ

جب صبا خاک اپنی بطحا کو اڑا کر لیگئی
بادِ یثرب بہر استقبال آ کر لیگئی

برقِ فرقت نے کیا تھا خرمنِ ہستی کو خاک
اُسکو بھی افسوس ہے آندھی اُڑا کر لیگئی

منزلین طے کر کے جا پہونچا مدینے مین اخیر
جستجو میری مجھے گھر گھر پھرا کر لیگئی

کام آیا بعد مرنے کے مرا داغِ جگر
قبر مین الفت مجھی مشعل دکھا کر لیگئی

لیچلے تھے کھینچکر اعمال دوزخ مین مجھے
رحمت اُسکی جوش مین آئی چھڑا کر لیگئی

ایک پل مین شوق نے پہنچا دیا طیبہ کو شاد
یہ ہوا مجھکو اُڑا کر پر لگا کر لیگئی

۱۳-رجب ۱۳۱۹ھ

نبیؐ کے نام سے ہمکو سرور ہوتا ہی
خمار آنکھون سے ای شاد دُور ہوتا ہے

احد مین اور ہی احمدؐ مین ایک میم کا فرق
کوئی یہ فرق بتا نا قصور ہوتا ہے

خدا کے نور سی جنکو نہین ہی کشفِ قلوب
اُنہین بھلا کہین کشفِ قبور ہوتا ہے

دعا کیواسطے دل کا خلوص ہی لازم
اُسی دعا کا اثر بھی ضرور ہوتا ہے

خدا کو آپکی خاطر ہے ہر طرح منظور
ق
جو چاہین آپ وہ بیشک حضور ہوتا ہے

کرین جو میری شفاعت تو ہووے کیون بیکار
قبول آپکا کہنا ضرور ہوتا ہے

نصیب آٹھ پہر شاد کو حضوری ہے
خیالِ طیبہ کہین دلسے دُور ہوتا ہے

۱۳- رجب ۱۳۱۹ھ

آپکے عشق ہین دنیا سے گذر جائینگے
نام ہم آپکا لیتے ہوے مرجائینگے

مرہم وصل کی تدبیر جو بن آئی ہے
زخم سب دیکھتے ہی دیکھتے بھر جائینگے

قبلۂ و کعبۂ مقصود ہی حضرت ہی کی ذات
چھوڑکر آپ کے ہم در کو کدھر جائینگے

اُسکو پا جائینگے اک عمر سے ہی جسکی تلاش
آپ اپنے سے کبھی ہم جو گزر جائینگے

اُسکی رحمت ہی گناہون سے ہمارے بڑھکر
ناخدا وہ ہے تو ہم پار اُتر جائینگے

یاد فرمائینگے جسوقت حضورِ والا
ہم مدینے روشِ تیرِ نظر جائینگے

قوتِ بازو بہت ہے عنایت شہ کی
زورِ اعدا سے بھلا ہم کہین ڈر جائینگے

رکھ توکل پہ نظر ہو نہ کبھی تو مایوس

کام بگڑے ہوے ای شاد سنور جائینگے

۷ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ

مرحبا کیا طالعِ بیدار ہے — اپنا آقا سیدِ ابرار ہے

آپکا در چھوڑ کر جاؤن کہان — دو جہان مین ایک یہ سرکار ہے

کہکے حق منصور سولی پر چڑہا — نام اُسکا اسلیے سردار ہے

کہتے ہین سب جسکو محبوبِ خدا — وہ تو اپنا احمدِ مختار ہے

آؤ یثرب کو چلین اے مومنو — دیکھ آئینگے بڑا دربار ہے

دل ہی بریان اور جگر ہی پاش پاش — اسلیے گریان یہ چشم زار ہے

جور جفا تیری سر آنکھون پر مرے — شاد یا ناشاد رکھ مختار ہے

اپنی کشتی پھنس گئی گرداب مین
ناخدا کوئی نہ کوئی یار ہے

آپ گر چاہین تو مشکل سہل ہو
آپ حامی ہین تو بیڑا پار ہے

کیا کہون مین اپنی حاجت آپ سے
آپ پر روشن ہی جو درکار ہے

کیجیے گر رحم تو جی جاؤنگا
ورنہ اب جینا بہت دشوار ہے

ہم تو بندے ہر طرح مجبور ہین
تو ہی مولیٰ اور تو مختار ہے

کافرِ عشق محمد ہون مین شاد
سبحہ سے بڑھکر مرا زنّار ہے

۲۷- جمادی الاول ۱۳۳۰ھ

رونق جود و جہا مین ہی شاہِ امم سی ہے
سارا ظہور آپ ہی کی دم قدم سی ہے

ہمکو غرض حرم سی نہ بیت الصنم سی ہے
بندی ہین جسکی کام اُسکیے کرم سی ہے

باطن ہین ذات ایک ہی ظاہر ہین عبد و رب
عقدہ کھلا یہ ہمکو شگاف قلم سی ہے

کھلاتے تیرے ہین تری در کی فقیر ہین
جنت سی واسطہ نہ غرض کچھ ارم سی ہے

ق

اسپر جو ہو کرم تو یہ ناشاد شاد ہو
محزون دلِ حزین جو بسکہ الم سی ہے

لاتقنطوا ہے وجہ تسلی مرے لیے
اُمید مجھکو تیری ہی فضل و کرم سی ہے

واقف نہوگا رازِ فنا و بقا سے وہ
مطلب اگر بشر کو وجود اور عدم سی ہے

ہی آرزو کہ آپ کے در پر پڑا رہون
دولت سی کچھ غرض ہی نہ جاہ و حشم سی ہے

اے شاد خوب نعت مین تمنے کھلائی گل
پھولی پھلی یہ شاخ تمھاری قلم سے ہے

۲۷-جمادی الاول سنہ ۱۳۲۰ھ

صبا حضور کو جا کر سلام پہونچا دے
خدا کے واسطے میرا پیام پہونچا دے

نہ کر تو خاکِ لحد کو مری صبا برباد
اڑا کے جانبِ باب السلام پہونچا دے

نسیم اتنا کرم کر کہ وان ب مجھے لی چل
مین جسکی در کا ہون ادنیٰ غلام پہونچا دے

مجھے مدینے کے سب خاص و عام جانتے ہین
نہین ہے میری لیے روک تھام پہونچا دے

وطن مین دل ہے مرا اور مین ہون غربت مین
مجھے مدینے مین بہرِ قیام پہونچا دے

غمِ فراق سے لب پر ہے جان اے قاصد
خبر بخدمتِ خیر الانام پہونچا دے

اگر نسیم گزر ہو ترا برائے خدا
شہِ مدینہ کو میرا سلام پہونچا دے

یہ آرزو ہے مری لکھی حسن لین نعتِ نبی
صبا مدینے مین میرا کلام پہونچا دے

سُنیں وہ یا نہ سُنیں میری داستاں قاصد
حضور تک تو مگر میرا نام پہونچا دے

مجھے مدینے میں اکبار ای خدای جہان
بحقِ حضرتِ خیر الانام پہونچا دے

علیؑ کہینگے یہ کوثر پہ حورِ جنت سے
جہاں ہو شاد وہاں ایک جام پہونچا دے



مخمس بر غزل قدسیؒ

مین فدا تجھپہ دل و جان سے ہون ای میرے نبیؐ
مجھکو بلوا لو مدینے مین سے شہ مطلبی

یہی کہتا ہوا آؤن گا جو ہوگی طلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

چاند سا دیکھکے مکھڑا ہوا حیران عالم
ہے عیان قدرت حق آپسے ای شاہ امم

وصف اس حسن خداداد کا کیونکر ہو رقم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بو العجبی

کیون نہ مین آپکے قدمونپہ کرون سر کو فدا
مین بھی ہون بندۂ درگاہ مقدس بخدا

آپسا نبی میں ہیں نے نہ کسیکو پایا | نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

ہاں پلا دیجیے مجھکو مے توحید کا جام | ای شہ ابرِ کرم مجمعِ ہمہ فخرِ انام
ایسے دربار میں آکر نہ پھروں میں ناکام | نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

آپکی مدح کروں میں مرا کیا ہے مقدور | کہ لقب آپکا ہے سرورِ عالم مشہور
آپکے تابعِ فرمان ہیں سبھی حور و قصور | ذات پاک تو کہ در ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

اُس سے بھی میں نے بھرا تھا جو ساوات کا دم | یاد آتی ہے خطا اپنی وہ مجھکو ہر دم

کیجیے حال پہ بندی کے اب ایشاہ کرم | نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگِ کوی تو شد بی ادبی

مجھکو کونین مین کافی ہی فقط آپکی ذات | عرض کرتا ہون خدا کیلیے سُن لیجیے بات
بحرِ عصیان سے مجھے دیجیے اب آپ نجات | ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

شاد کی عرض ہی ذات یہی میری بنی | سارے اعدا پہ رہی فتح شہ آصف کی
فضلِ حق اور مدد آپکی ہو اسپر بھی | سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پے درمان طلبی

ایضًا

تو وہ ہی فخرِ رسل صاحبِ لولاک نبی | ساری عالم کی تری شان سے ہی شان دبی
ختم ہے تجھ پہ نبوت ہو کہ عالی نسبی | مرحبا سیّدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

یاد و والا سے ہی معمور مرے دل کا حرم | نامِ پاک آپکا ہے زخمِ جگر کو مرہم
آپکی شان ہی کچھ اور ہے اللہ کی قسم | من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

حق نے خود آپ پہ بھیجا ہی درود اور سلام | آپکی ذات ہی چشمۂ دینِ اسلام
فیضِ والا سے نہیں سنگ و شجر بھی ناکام | نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

یا نبیؐ آپ مین موجود ہین خالق کی صفات | آپ سی دین مین پھیلی ہین سیاری برکات
فیض بخشی مین ہی یکتای زمان آپکی ذات | ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

ہی سگِ کہف سے رتبی مین وہ افضل اکرم | شرم ہی اُس ہی بھرو نین جو مساوات کا دم
مین جو گستاخ ہوا اسکا ہے دہ ترا الم | نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگِ کوئی تو شد بی ادبی

اپنے بندونکی خدا کو تھی ہدایت منظور | کفر و اسلام مین جو فرق ہی فرمائین حضور
آپکی ذات پہ زیبا تھا یہ زیبا منشور | ذاتِ پاکِ تو کہ در ملکِ عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

برسرِ طور تری ذات تھی جلوہ فرما ‍ ‍ ‍ ‍ جلوہ گرِ نورِ مقدس سے ترا ہی ہر جا
ذات ہے احمدِ بے میم تری ای مولا ‍ ‍ ‍ ‍ نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

خوف ہے اپنی گناہوں کا مجھے شام و سحر ‍ ‍ ‍ ‍ آنکھیں پُر آب ہیں اور سینے میں دل ہے مضطر
اب تو ہے وردِ زبان شعر یہی آٹھ پہر ‍ ‍ ‍ ‍ چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

دشمنِ جان ہیں مری رنج و غم و درد سبھی ‍ ‍ ‍ ‍ فکرِ دنیا سے فراغت نہ کبھی مجکو ملی
شاد ہو جاے پڑی چشمِ کرم جسپہ تری ‍ ‍ ‍ ‍ سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پے درماں طلبی

ایضًا

باغبانِ ازلی کا تو ہے محبوب نبیؐ
تیرے دم سے تر و تازہ چمنِ مطلبی

تجھ سے سرسبز ہے گلزارِ شفاعت طلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حسنِ یوسفؑ پہ فدا گرچہ رہا اک عالم
حور و غلمان کی بھی تعریف ہی گو نہیں کم

سامنے عارضِ روشن کے ہیں ذرّے سے بھی کم
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بو العجبی

خواب میں ہی زیارت جو تری کی مولا
قدرت اللہ کی آئی نظر ای صلِ علے

ذرّے سے مہر کی تعریف بھلا کب ہو ادا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

تجھکو حق کہہ نہیں سکتا مری شاہِ لولاک
پر جُدا بھی نہیں حق سے ہی تری ذات پاک

جاننا تیری حقیقت کا ہے دُور از ادراک
شبِ معراج عروجِ تو گذشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ہے ظہورِ چمنِ دہر کی تو اصل تمام
باغِ عالم کا تجھی پہ تو ہی موقوف قیام

کیوں پھلے پھولے نہ تجھسے یہ ریاضِ اسلام
نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

تھی دکھانی جو تری شانِ جلالت منظور
ذاتِ آدم سے بھی پہلے ترا پیدا کیا نور

حق کا مقصود ہے کرنا تری خاطر مسرور
ذاتِ پاکِ تو کہ در ملکِ عرب کرد ظہور

زان سبب آمد قرآن بزبانِ عربی

گرچہ اسلام سے ظاہر مین نہین ہون ممتاز
پر خدا کی قسم اس بات پہ ہے مجھکو ناز

دل سے بندہ ہون ترا تو ہے مرا بندہ نواز
بر درِ فیضِ تو استادہ بصد عجز و نیاز

شامی و رومی و ہندی یمنی و حلبی

قلزمِ ہستی ہر قطرہ ہے شاہا تری ذات
ہر کسی کو ہون یہ کیسطرح سے معلوم نکات

اہلِ عرفان بھی اسی وجہ کہتے ہین یہ بات
ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

عدل فرمائیگا اللہ جو روزِ محشر
خلق عصیان کی سبب ہوگی نہایت مضطر

تھام کر آپکا دامن یہ کہونگا سرور
چشمِ رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

آصف و شاد پہ دائم ہو نظر شفقت کی ذاتِ والا کے سوا کوئی نہین ہی حامی

اے شہِ ہر دو سرا عرض ہو مقبول مری سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی

آمدہ سوئے تو قدسی سپے درمان طلبی

ایضاً

رتبۂ خاص کو پہونچا نہ ترے کوئی نبی شان والا سی تری سب کی ہی شان و بی

ہی عیان ساری جہان مین تری عالی نسبی مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

درمیانِ ملک و حور و پری و آدم گرچہ پیدا ہوے لاکھون ہی حسین تا اندم

پرہوا تجھسا نہ پیدا کوئی اللہ کی قسم
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

کہہ نہین سکتا ہون ہر چند کہ مین تجھکو خدا
مگر اس مین بھی تو کچھ شک نہین میری مولا

چشم حق بین سی تجھے دیکھے اگر کوئی ذرا
نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

مے عرفان کا پلادی مجھے مولا اک جام
اپنا دیوانہ بنالے مجھے ای خیر انام

کیا عجب صورت حسانہ مرا بھی ہو مقام
نخل بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرہ آفاق بشیرین رطبی

حُبِ دنیا سی ہوئی جاتی ہی حالت ابتر
عمر افکار مین ہوتی ہی شہا میری بسر

گمرہی سے تو بچا لے مجھے اے خیر بشر — چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

اے مرے ختم رسل پیارے نبی احمد پاک — ہے تمنا کہ مدینے میں رہے میری خاک

تیرے آگے ہیں سب آسان مرے شاہ لولاک — شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

شک نہیں اس میں ذرا نور احد ہے ترا نور — نام ہے احمد بے میم جہاں میں مشہور

ہر طرح سے ہی خدا کو تری خاطر منظور — ذات پاک تو کہ در ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

نعت گوئی تری اے شاہ ہے خدمت میری — ہو یہ مقبول تو دارین میں ہو سروری

دین و دنیا مین رہی شاد بصد عیش و خوشی | سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبی

مخمس بر غزل امیر خسروؒ

ہی ختم تجھپر یا نبی سب سروروں کی سروری | ای سرورِ پیغمبران کسکو ہی تجھسے ہمسری

عاشق تری جتنے ہین سب دلسے ہین تیری مشتری | ای چہرۂ زیبا سے تو رشکِ بتانِ آذری

ہر چند وصفت میکنم لیکن ازآن بالاتری

رحمت سے تیری ہو رہی ہی ساری اُمت پوری | اے میری محبوبِ خدا تجھکو ہی سب سے برتری

تجھسے عیان شانِ خدا تجھ مین ہی ہر خوبی بھری | تو از پری چابکتری و ز برگِ گل نازک تری

وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

تجھسا حسین کہنین ہین کوئی کہین سبی پائی تو
ترے رُخ پرنور پر اپنی نظر ٹھہرائے تو

یوسف مقابل ہین تری اچھا کسیدن آئی تو
عالم ہمہ لغیا سے تو خلقِ خدا شیدا کے تو

این نرگسِ رعنائی تو آوردہ رسمِ کافری

لاکھون ہین دل تجھپر فدا ایسا کہان کوئی صنم
سرخفی ہین کیا کہون مارا نہین جاتا ہی دم

احمد تجھی بے میم کا کہتی ہین اللہ کی قسم
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری

تجھسا نہ پائینگے کہین ڈھونڈین اگر ہم عمر بہر
حیران ہین ششدر ہین سب حور و ملک جن و بشر

تیری رخِ پرنور مین نور خدا سے جلوہ گر
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسی ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

پیدا ہوا ہے اور نہ ہو عالم میں ایسا نازنین	تصویر اسکی کھینچ سکے یہ تو کبھی ممکن نہیں
کرلے خود اسکا امتحان آئینہ گر تجھکو یقین	صورت گر نقاش چین لہ صورتیا ام بین

یا صورتے برکش چنین یا ترک کن صورتگری

یہ خاص وحدت کی صفت اللہ نے تجھکو ہی دی	ارشاد یہ مرشد کا ہے یہ بات ہی دلبر کھری
پردہ دوئی کا اٹھ گیا جب مٹ گئی ہستی خودی	من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

دونوں جہان میں کوئی بھی حامی نہیں تیرے سوا	ای مالک ہر دو جہان ای خواجۂ ہر دوسرا
یوں عرض کرتا شاد ہی دربار میں تیری کھڑا	خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوئے غریبان بنگری

قصیده

مے وحدت سے آج ہون مخمور ‌ ‌ بادۂ عشق کا ہی دل مین سرور

خاکساری مین اوج ہے حاصل ‌ ‌ ہی یہ مشتِ غبار قلۂ طور

بے نیازی پہ جان دیتا ہون ‌ ‌ خوش نصیبی پہ اپنی ہون مغرور

اپنی شہ رگ کی آپ ہون نزدیک ‌ ‌ گرچہ مخلوق کی ہون ولسے دور

دیکھتا ہی نہین سب مجھے کوئی ‌ ‌ گرچہ عالم مین نام ہے مشہور

درِ یکتا ہون بحرِ وحدت کا ‌ ‌ جوہرِ خنجرِ خفا وظہور

مین وہ شہبازِ باغِ وحدت ہون ‌ ‌ کہ ہون آزاد کچھ نہین مجبور

میں وہ طوطیِ باغِ وحدت ہوں | چہچہے میرے بخشتے ہیں سرور
گر نہیں جانتا ہے مجھے کوئی | ہے فراست کا یہ اُسکی قصور
قیدِ مذہب کا میں نہیں پابند | کعبہ و دیر میں مرا ہے ظہور
میں وہ لذت ہوں جسکی دل مشتاق | تاک میں جیسے نشئہ کی انگور
مجھکو دیکھیں تو جانیں اہلِ بصر | روزِ روشن ہوں یا شبِ دیجور
میں بھی اپنے ہنر میں ہوں یکتا | جیسے حق کہنے میں دلِ منصور
حالتِ دل دکھاؤں کچھ اپنی | یہی دل سے مجھے بھی ہے منظور
آ کے جب وہ ہوا ہے جلوہ فگن | خانۂ دل مرا ہوا معمور
اپنے مقصد کو پا گیا میں آج | ہو چکی سعی سب مری مشکور

کرین تمیز مجھکو اہلِ نظر
صاحبِ عقل اور اہلِ شعور

نالۂ دل مرے ترانے ہین
ہنین ہین کچھ یہ نغمہاے طیور

سُنین نغمے جو حضرتِ داؤد
بھول جائین وہ سب کتابِ زبور

حُسن کا اپنے آپ عاشق ہون
عشق ہی میری داستان مشہور

شمع وحدت جو دل مین ہی روشن
کفر اور شرک ہو گئے کافور

ہون مسافر وطن کی ہی اندر
اپنی خلوت سی مین نہین ہون دُور

کہین خسرو ہون اور کہین ہون وزیر
ہون امانت کا اپنی مین مزدور

ہان تماشا مرا کوئی دیکھے
ایک سا ہے مرا خفا و ظہور

کہین شادی ہون اور کہین ماتم
کہین ناشاد اور کہین مسرور

کاروان مین کہین صداے جرس | ہون وطن مین مگر ہے منزل دور

کہین میخانے کا ہون پیرِ مغان | کہین ہون رند بادہ کش مشہور

بزم مین شکلِ جامِ جمشیدی | کہین ہون کاسۂ سرِ فغفور

کہین کاشی مقام ہے میرا | کہین کعبہ ہون قبلۂ جمہور

نہین واقف کوئی حقیقت سے | کہ ہون ظلمات یا ہون لمعۂ نور

کوئی سمجھا کہ مین سپاہی ہون | یا کہ شاعر ہون رشکِ فیضی و طور

ہے جدا سب سے اس چمن کی ہوا | جلوۂ عندلیبِ نیشاپور

لکھون دفتر اگر حقیقت کا | نہین ممکن کہ ہو سکے مسطور

نہ یہ لیلیٰ ہی کا فسانہ ہے | قیس کی ہے نہ داستان مشہور

نہ تو شیرین کا ہی یہ قصۂ عشق — ہے نہ طومارِ حالِ فسق و فجور

ہون حقیقت مین کیا نہین معلوم — پر ہون اک بندۂ خداے غفور

جوشِ مستی مین کہدیا جو کچھ — ہون مین امیدوارِ عفوِ قصور

مطلع

ساقیا ہان پلا شرابِ طہور — تا کہ ہو جاؤن نشّے مین پھر چور

نعت کرنی ہی مجھکو اُنکی رقم — ہے لقب جنکا سرورِ جمہور

جسکو کہتے ہین احمدِ بے میم — ہی اُسی کے لیے جہان کا ظہور

ذات ہی اُسکی مظہرِ غفار — کیون نہ امت اُسکی ہو مغفور

اے ترے ہے رہنماے ہر دو جہان — جن کی خالق نے سعی کی مشکور

بات ہر اک ہے معجزہ اُنکی | ہے علوم لدنیہ پہ عبور
اُنکا کہنا ہے وحی مایوحی | نہ بناوٹ نہ اس مین کچھ ہی قصور
اُنکا پرتو ہے سب جلال و جمال | حرمین اُنکے نور سے معمور
میم کے پردے مین وہی تھا عیان | سمجھے موسیٰ تھے جسکو لمعۂ طور
رحم اسکا ہی پردہ پوشِ جہان | قہر سے اُسکے کفر ہے مقہور
شرع کا پردہ ہے مگر مانع | جسکے اظہار سے ہی دل معذور
کرون افشا ہی راز اگر الحق | اس زمانے کا مین نہین منصور
مین بھی ادنی غلام ہون اُنکا | دل سے ہون معترف بعجز و قصور
ساری عالم مین فیض جاری ہے | نعمتین کیونکہ اُسکی ہون محصور

تو ہے آقا تو مین ترا بندہ — میرے مولی شفیع روز نشور

تو وہ مقبول ہے کہ بعد خدا — نام تیرا ہے عرش پر مسطور

تیرے در کا گدا ہون مین شاہا — حادثات جہان سے ہون مجبور

دشمنون کا ہے ہر طرف نرغہ — کیجیے انکو آپ ہی مقہور

رہون مین مست نشۂ توحید — دے مجھے جرعۂ شراب طہور

مرض ہجر سے ہون مین بیمار — اسلیے مجھکو کہتے ہین مہجور

میرا شیوا رضا ہے اور تسلیم — دور ہے مجھسے سب فریب اور زور

دل سے زنگ دوئی مٹے میرے — رہے حاصل ہمیشہ قرب حضور

ہے یہ امید تجھ سے روز جزا — تیرے زمرے مین مین بھی ہون محشور

میرا مسکن ترا مدینہ ہو
تیرے قدمون سے ہون نہ کبھی دُور

یہ جبین میری اور ترا در ہو
مجھے دل سے یہ بات ہے منظور

تیرا دیوانہ مجھکو لوگ کہین
تیرا مجنون مجھے کرین مشہور

آرزو ہے کہ میری کشتیِ عمر
ق
بحرِ ہستی سے کر چکی جو عبور

جا لگے ساحلِ مدینہ پر
شاد ہو جاے تا دلِ مہجور

نزع کیوقت تجھکو دیکھون مین
نام تیرا لبون پہ ہو مذکور

میرے آقا جو ہین نظامِ دکن
ق
رہین دایم مظفر و منصور

آل و اولاد کی ہو عمر دراز
حسبِ دلخواہ ہو نظامِ امور

میری اولاد بھی رہے شادان
عمر افزون ہو اور دل مسرور

شاد کی اور کچھ نہین خواہش
یاد فرمائین جلد مجھکو حضور

ایضاً

خالی اصغر سے جو جھولا رہگیا
کانپ کر مان کا کلیجا رہگیا

یون رہا تن روح کی جانیکے بعد
شیشہ خالی مے سے گویا رہگیا

مرنیوالے کو کہان آرام ہے
قبر کا ایک اور جھگڑا رہگیا

روز محشر ہمکو دینا ہے حساب
طے یہان ہوکر بھی جھگڑا رہگیا

صبر و استقلال سے دی شہ نے جان
جابجا عالم مین چرچا رہگیا

نعش پر کہہ کہہ کے روتی تھی یہ ماں
لال میرا ہائے پیاسا رہ گیا

لاش پر اصغر کی ماں نے یوں کہا
کیا گیا دنیا سے اور کیا رہ گیا

ضبطِ آہ و گریہ کب ہم سے ہوا
آندھی چلتی مینہ برستا رہ گیا

فرق کیا ہے عبد و معبود میں
اک دوئی کا صرف پردا رہ گیا

تھا نہ منظورِ نظر عکسِ دوئی
اسلیے حضرت کا سایا رہ گیا

اشقیا سے موت کہتی تھی کہو
ساتھ کیا لیکر چلے کیا رہ گیا

جانے والی چل بسی سوئے عدم
جا بجا نقشِ کفِ پا رہ گیا

ہونیوالی تھی شہادت ہو چکی
شمعِ غم کا ایک رستا رہ گیا

کام اصغر کا کیا اک تیر نے
گود میں شہ کی سسکتا رہ گیا

خونِ ناحق کی شہادت کیلیے
خنجرِ قاتل پہ دھبا رہگیا

رہنے والا ہی رہا دنیا مین شاد
جانے والون کا فسانا رہگیا

ایضاً ۱۴۔ ذیحجہ سنہ ۱۳۱۸ ہجری

ذکر ہے شبیرؑ کا سجاد کا
مجرئی یہ مشغلہ ہے شاد کا

آگیا ماہِ محرم مجرئی
وقت ہے آہ و غم و فریاد کا

ہوگیا برباد جب باغِ رسولؐ
رنگ بدلا گلشنِ ایجاد کا

تا بہ کے ضبطِ فغان ای جوشِ غم
دم گھُٹا جاتا ہی اب فریاد کا

خون رویا وقت ذبحِ شاہِ دین
دم ہی نکلا خنجرِ فولاد کا

تین دن پیاسے رہے حضرت حسینؑ
کچھ ٹھکانا ہے بھلا بیداد کا

کربلا میں جب ہوئے حضرت شہید
حشر برپا ہو گیا فریاد کا

جو شقی تھے رو سیاہ اُن میں بہم
شور تھا ہر سو مبارکباد کا

کچھ ترس آیا نہ سب بے ایمان کو
کیا کلیجا سخت تھا جلاد کا

کربلا کا کچھ نہ خاکا کھیچ سکا
خامہ تھک کر رہ گیا بہزاد کا

کر دیا آلِ عبا کا گھر تباہ
ہو بُرا اُس خانمان برباد کا

یوں کہا حضرت نے جس دم بہر قتل
ق
حلق پر خنجر چلا جلاد کا

ہاں مرے قاتل نہ رُکنے پائے ہاتھ
رہ نہ جائے حوصلہ بیداد کا

خنجرِ قاتل گلے سے جب ملا
دل سے شور اُٹھا مبارکباد کا

دستگیری کیجیے مولای من | بیکسی مین وقت ہی امداد کا

شاد کے دل سے کوئی پوچھے اسے
کسطرح ہوتا ہے غم اولاد کا

ایضاً

سوزخوان ہم جو ہوئے چاک گریبان ہوکر | لوگ مجلس مین گرے بیخود و گریان ہوکر

غمِ شبیرؑ مین رونے کا اثر تو دیکھو | اشک آنکھوں سے گرے گوہر غلطان ہوکر

غمِ اصغرؑ مین جو بانو کی تھی حالت مضطر | بال کھولے ہوئے پھرتی تھی پریشان ہوکر

حال کیا خاک کہون السے کی دینداری کا | قتل حضرت کو کیا جسنے مسلمان ہوکر

خشک لب تشنہ دہن زخم بدن پر لاکھون
سختیان جھیلی ہین کس طرح سی مہمان ہوکر

پھر ملونگا مری اماّن جو رہا مین زندہ
دم رخصت کہا اکبر نے یہ گریان ہوکر

زخم کھانے جو حسینؑ ابن علیؑ نے بجزا
کھلگئے داغ بدن رشک گلستان ہوکر

لخت دلکو جو کیا ہاتھو ننپہ اعدا نے شہید
گل ہوا داغ جگر شمع شبستان ہوکر

اسد اللہ کے شیرون سے الٰہی توبہ
کیا مقابل ہو کوئی شیر نیستان ہوکر

خون رونے لگین آنکھین شہدا کی غم مین
دُر اشک آنے لگی لعل بدخشان ہوکر

راکب دوش نبیؐ اور دل پوش بتولؑ
بجھ گیا آج چراغ تہ دامان ہوکر

فخر سہ پشت سی ہے خدمت آصف کا اسی
شاعدا مین رہا دیکھلو شادان ہوکر

ایضاً تاریخ ۵- ذیحجہ ۱۳۱۸ھ

تصورِ شہِ عالیجناب رہتا ہے
خیالِ روے رسالتمآب رہتا ہے

غمِ حسینؑ کی سینے مین آگ ہی روشن
دلِ حزین مرا ہر دم کباب رہتا ہے

مرے حضور سے اسے مجرئی یہ کہدینا
تمہارے ہجر مین دلبر عذاب رہتا ہے

خیالِ عارضِ تابان مین محو ہین شب و روز
ہمارے پیشِ نظر آفتاب رہتا ہے

قیام اسکو اگر ہے تو ہی برنگِ بہار
کہ زور شور پہ کُے دن شباب رہتا ہے

کسیکے عارضِ گلگون کا جمگیا ہی یہ رنگ
ہمیشہ شیشۂ دلمین گلاب رہتا ہے

ادہر سے گرز جو اٹھا ادہر سے نکلی تیغ
عدو کے وار کا ہر دم جواب رہتا ہے

تمہاری آنکھون مین ساقی کی آنکھ پھرتی ہی
دوامِ نشۂ جامِ شراب رہتا ہے

نہین ہی خوف ہمین آفتاب محشر سی | کہ ساتھ ظل شہ بوتراب رہتا ہے
نہین ہی یاد سے خالی کوئی گھڑی کوئی دم | حضور مین مرا دل باریاب رہتا ہے

امیدوار ہے فضل و کرم کا اسکی شاد
غم گناہ نہ خوف حساب رہتا ہے

ایضاً

۳ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ ہجری

اے سلامی حال اپنا زار ہے | غم مین شہ کے چشم دریا بار ہے
آکے زینب سے سکینہ نے کہا | بھائی تیرا طالب دیدار ہے
پاؤن مین زنجیر ہے گردن مین طوق | ہاے قیدی عابد بیمار ہے

کہتے تھے وقتِ شہادت یہ حسینؑ | کون میرا اب یہان غمخوار ہے
مومنون نے کردیا مومن کو قتل | یاالٰہی یہ نیا اسرار ہے
ساقیِ کوثرؐ کے جو فرزند ہین | پانی ملنا اب اُنہین دشوار ہے
ایک مومن ہین امام دوسرا | اور کتنا مجمعِ کفّار ہے
شمر سے کہنے لگے شبیرؑ پھر | بیعتِ فاسق سے ہان انکار ہے
کیون تہ و بالا نہو ارض و سما | شہ کی باہر میان سے تلوار ہے
کہتے ہین جسکو غمِ فرزند حیف | سب سے بڑہ کر یہ بڑا آزار ہے
کہتے تھے قاسم شقی سے وقتِ جنگ | ق | مرگ سے مردود تو بیزار ہے
ہین رضائے حق یہ راضی دلسے ہم | کسکو مرنے سے یہان انکار ہے

پڑگئی فوجِ شقی مین کھلبلی ق اور پریشان حال ہر سردار ہے
رعبِ شہ سے ہوگئی سب بدحواس دیکھا جب آمادۂ پیکار ہے

شاد جو جی چاہے مانگو شاہ سے
مل ہی جائے گا بڑی سرکار ہے

مخمس بر سلام میر مونس لکھنوی

۱۰ - ماہ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ

اے سلامی غم کی کشتی کا تو لنگر کھولدی کھولدے بحر خدا بحر پیمبر کھولدے
ضبط کیون کرتا ہی تو دونون سمندر کھولدی عقدۂ سلکِ گہر اے دیدۂ تر کھولدے

ابر نیسان پر برسکے اپنے جوہر کھولدے

رحم کیجے میرے حالِ زار پر یا مرتضےٰ
عرض اس بیکس کی سن لیجے ذرا بہر خدا

آپکے صدقے تصدق آپ پر قربان فدا
قید مین بلبل بہی حیدر کو دیتی تھی ندا

میرے پیارے قاصدِ بازو کبوتر کھولدے

بارگاہِ ایزدی مین کی جو حضرت نے دعا
کہلگیا صد شکر فوراً تھا جو بابِ مدعا

فضل شاہِ انبیا پر حق تعالے کا ہوا
فتح جب پائی محمدؐ نے علیؓ سے یہ کہا

ہان مرے بازو جھپٹ کر بابِ خیبر کھولدے

کون ہے ایسا کہ جو واقف نہین ہے آپ سے
کام جو ہی آپکا کیونکر کسی سے ہو سکے

کب یہ ممکن ہی کہ پھر ٹوٹے ہوی کو جوڑدے
دستِ قدرت سے کسی کا یہ کہ پھر باندہی اُسے

جس گرہ کو ناخنِ تدبیر حیدرؓ کھولدے

کس بشر کا ہے کلیجا یہ کہ پھر باندھے اُسے
کس تہمتن کا ہے زہرا یہہ کہ پھر باندھے اُسے
کس دلاور کا ہے دعویٰ یہ کہ پھر باندھے اُسے
دستِ قدرت ہے کسی کا یہ کہ پھر باندھے اُسے

جس گرہ کو ناخنِ تدبیر حیدرؓ کھولدے

فوج مین جب اشقیا نے کی عَلَم شمشیرِ ظلم
ہوگئی تھی سرزمینِ کربلا جاگیرِ ظلم
یہ نئی سوجھی تھی اُس سفاک کو تدبیرِ ظلم
شمر کہتا تھا چلی اُسدم گلے پر تیرِ ظلم

اپنا مُنہ جب ہچکیان لینے کو اصغرؑ کھولدے

لختِ دل حیدرؑ کا تھا اور مصطفیٰؐ کا نورِ عین
کیون نہو ہر گھر مین برپا اُسکی خاطر شورِ شین
زیرِ تیغ اللہ اکبر کسکو یون آئیگا چین
ذبح کا مشتاق ایسا کون ہوگا جز حسینؓ

ہنس کے جو بندِ گریبان زیرِ خنجر کھولدے

دیکھ تو اسکو ذرا تیغون سی پرزی ہین یہ ہاتھ
مین کرون اظہار کیا تیغونسی پرزی ہین ہاتھ

حسرتا واحسرتا تیغون سی پرزی ہین یہ ہاتھ
شہ نے قاصد سی کہا تیغون سی پرزی ہین ہاتھ

تو خطِ صغرا رض کا سر نامہ برادر کھولدے

بیکس و بی بس ہون ظالم چھوڑ دی مضطر ہون مین
راحتِ جانِ پدر ہون دلبرِ مادر ہون مین

نورِ عینِ مصطفیٰ ہون سبطِ پیغمبر ہون مین
شمر سے کہتی تھی زینب دخترِ حیدر رض ہون مین

میری بازو سے رسن بہرِ پیمبر کھولدے

وصف پوچھی مجھ سے گر سبطِ رسول اللہ کے
سننے والا ہو اگر تو فضل سے اللہ کے

مین کرون اوصاف اے آشنا اُس خدا آگاہ کے
نکتہ دان طالب ہو مومن ہی نجو کر شاہ کے

اپنے بستے سے ابھی دفتر کی دفتر کھولدے

مخمس بر سلام انیس

۱۹- ربیع الاول ۱۳۲۳ھ

للہ الحمد کہ لختِ دلِ حیدر چھوٹے
جو شجاعت کے دھنی تھے وہ دلاور چھوٹے
ہیشہ ہمت و جرات کے غضنفر چھوٹے
مجھ کو قید سے جب عابدؑ بے پر چھوٹے
شام میں شور ہوا آلِ پیمبر چھوٹے

ایسے دیکھے نہیں جیسے تھے جوانمرد حسینؑ
سیکڑوں بلکہ ہزاروں میں ہوی فرد حسینؑ
پوچھتے خون تھے چہرے سے کبھی گرد حسینؑ
رن میں فرماتے تھے بھر کر نفسِ سرد حسینؑ
مجھسے کیا کیا مرے اس دشت میں یاور چھوٹے

گئے مرنے کیلیے وہ بھی نکل کر ہے ہے
بھولے بھالے تھے جو بچے مری کل کی ہے ہے

موت کمبخت گئی سر سے نہ ٹل کے ہے ہے
بانو فرماتی تھیں ہاتھوں سے اجل کی ہے ہے

نہ تو اکبرؑ ہی بچے اور نہ اصغرؑ چھوٹے

ہون گنہگار الٰہی مین ظلوم اور جہول
بچکے آجاؤن کہ ہو جاؤن اُسی جا مقتول

اے گنہ بخشِ دوعالم مری توبہ ہو قبول
حُر یہ کہتا تھا کرونگا مددِ سبطِ رسولؐ

اسمین فرزند جُدا ہو کہ برادر چھوٹے

بندۂ حق ہون کسی اور کا بندا نہین کچھ
مال کیا مال ہی اصلا مال کا شیدا نہین کچھ

طالبِ دین ہون مین دنیا کی تمنا نہین کچھ
ایک عالم سے جو چھٹ جاؤن تو پروا نہین کچھ

پر نہ ہاتھون سے مرے دامنِ سرور چھوٹے

جب سناں کھائی جگر پر تو دلاور نے کہا — اُس شجاعت کے دھنی شاہ کے دلبر نے کہا
ثانیِ حیدرؓ و ہمشکلِ پیمبرؐ نے کہا — خاک پر گر کے دمِ نزع یہ اکبرؓ نے کہا

اب یقین ہے کہ تا حشر یہ بستر چھوٹے

نہیں غم اسکا مجھے ہے کہ چھُٹا مال و متاع — کیونکہ اب خالقِ اکبر کی طرف ہے ارجاع
جان دینے سے بھی ڈرتے نہیں کچھ مردِ شجاع — شہ نے زینبؓ سے کہا مل کے گلے وقتِ وداع

اے بہن تم سے ہم اب تا دمِ محشر چھوٹے

اقربا چھُٹ گئے ہم کس لیے مضطر نہ پھریں — کس طرح بے بس و بے یاور و بی بر نہ پھریں
بیکسی ہیں کہو کس طور کھلے سر نہ پھریں — بی بیاں کہتی تھیں کیوں اب وطنوں میں در در نہ پھریں

سر پہ وارث نہ رہے قید ہوئے گھر چھوٹے

روزِ اوّل سے ہی گر اپنے مقدر میں انیس	نام اپنا بھی لکھا جائیگا دفتر میں انیس
درد ہی شاد کی بھی اس دلِ مضطر میں آئیں	آرزو یہ ہی کہ ہنگامۂ محشر میں انیس

ہاتھ سے میرے نہ دامانِ پیمبر چھوٹے

بالخیر



تقریظ وقطعاتِ تاریخ دیوانِ ہدیۂ شاد

از مولوی لطیف احمد صاحب اختر مینائی لکھنوی

وزارت پناہ یمین السلطنۃ دام اقبالہٗ کا دیوانِ نعتیہ جو چھپکر ہدیۂ خلایق ہوتا ہے سچے اور قدرتی جذبات کا مظہر ہونے کے علاوہ شعروسخن کے میدان مین ایک گران بہا اضافہ کرتا ہے۔

جن لوگون کو شعروسخن سے دلچسپی ہے اُن کی نظر سے یہ بات پوشیدہ نہو گی کہ اُردو زبان کی شاعری صرف یہی نہین کہ زبان کے خدمات ادا کرنے مین ایک کارآمد آلہ بنگئی ہے۔ بلکہ رفتہ رفتہ اُن تمام خوبیون کا مجموعہ بنتی جاتی ہے جو عربی و فارسی زبان کی شاعری کو حاصل ہین۔ کبھی تو وہ والہانِ محبت کی دلون کو گرماتی نظر آتی ہے اور کبھی قوم وملک کے خیالات مین حصولِ عظمت و وقعت کے لیے آگے بڑہنے کا جوش پیدا کرتی ہے۔ کبھی وہ ایک ناصحِ مشفق کا کام

دیتی ہے اور اوصافِ حسنہ کا سبق نہایت پراثر طریقہ سے ہمارے ذہن نشین
کرتی ہے اور کبھی وہ رہروانِ طریقت اور صوفیانِ صفا مشرب کے قلوب مین
سلوک کی روشنی چمکاتی ہے۔ اور خداے ذوالجلال اور اُسکے فرستادہ پیغمبرون
کی یاد دلون مین تازہ کرتی ہے پس کہہ سکتے ہین کہ اُردو زبان کی شاعری جوان
تمام شعبون پر حاوی ہوتی جاتی ہے ایک اعلیٰ اور مصفّا نہایت مفید شاعری ہے۔
اُردو زبان نے جسطرح تدریجی ترقی کی ہے اُسی طرح اس شاعری نے بھی رفتہ
رفتہ قوت پکڑی ہے اگرچہ اصنافِ غزل و مثنوی و قصائد وغیرہ کے لحاظ سے
دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ابتدا ہی سے شاعری ان اصناف مین کیگئی ہے
اور درجہ بدرجہ اسمین ترقی اور یومًا فیومًا خوبی و سلاست اور فصاحت و بلاغت
پیدا ہوتی گئی لیکن یہ دیوان جس قسم کی شاعری (جو پاک شاعری کہی جاسکتی
ہے) پیش کرتا ہے اُسکی عمر ابھی تھوڑی ہے۔

نعتِ شریف مین اگرچہ متفرق طور پر صوفیانِ طریقت کے اشعار اردو زبان ہین

لیکن اُردو مین جس نے اعلےٰ پیمانے پر نعت گوئی کی بنا ڈالی وہ مولانا غلام امام شہیدؒ تھے۔ اُنکی پُردرد شاعری نے جو اثر ڈالا اور خادمانِ نبوی کو گرویدہ بنایا تو اور بھی بہ کثرت اصحاب ادہر متوجہ ہوے اور چونکہ یہ ایک حصولِ خیر و برکات کا عمدہ ذریعہ ہے اسوجہ سے نعت گوئی کی مقبولیت مسلمانانِ ہند مین روز بروز بڑہتی گئی اور اس سے میلاد کی محفلون مین تازہ جان پڑ گئی۔

مولٰنا شہید کے بعد مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی اور حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہما نے نعت گوئی کو درجۂ کمال پر پہونچا دیا۔ محسنؔ کاکوروی کی بلند پروازی اور عالی خیالی شعرا کو حیرت مین ڈالتی ہے۔ اور امیر مرحوم کا کلام ایک دردمند دل کا ترانہ ہے جو محافلِ سماع کو گرم کرنے والا اور دلون کو اپنی طرف کھینچنے والا ہے۔

اب ان نامور حضرات کے بعد عالیجناب شادؔ بالقابہ کا دیوانِ نعت ہدیۂ بارگاہِ نبوت ہوتا ہے اور یہ یقین ہے کہ وہ بھی بارگاہِ نبوی مین تمغۂ قبولیت

حاصل کرکے مشتاقانِ رسولؐ کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ جیسا کہ دیوان کے مطالعہ سے ظاہر ہے جناب شاد کا دل انوارِ وحدت سے منوّر اور دردِ محبت سے لبریز ہے کلام خود کہتا ہے کہ ایسے سوز و گداز کے اشعار بغیر دل کی لگی کے نہین نکل سکتے۔

کافر نہ کہو شاد کو ہے عارف و صوفی

شیدائے محمدؐ ہے وہ شیدائی مدینہ

امیرِ مینائی کا دیوانِ نعتیہ (محامد خاتم النبیین) جو اب تیسری بار طبع ہوکر شایع ہوا ہے ایک خاص امتیاز رکھتا ہے کہ اُنھون نے نئی نئی زمینون مین نئے نئے خیالاتِ درد انگیز نئے نئے انداز سے فصاحت و بلاغت کے ساتھ ادا فرمائے ہین۔ وزارت پناہ کے دیوان مین بھی وہی خصوصیت پائی جاتی ہی اور حق یہ ہے کہ اس گویائی کا رنگ امیر کے رنگ سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب مصنّف نے امیر مینائیؒ کا کلام بہت دلچسپی اور والہیت کے ساتھ دیکھا اور سُنا ہے۔

اے شاد خوب نعت مین تم نے کھلائے گل

پھولی پھلی یہ شاخ تمہارے قلم سے ہی

الغرض ایسے کلامِ نعت کی تعریف کیا ہوسکتی ہے جو اپنے معنی کے لحاظ سے نہایت بلند رتبہ رکھتا ہو اور الفاظ و طرزِ بیان کے لحاظ سے بھی فصاحت و بلاغت کا دفتر ہو۔ عالیجناب شاد بالقابہ بارگاہِ نبوت کے شیدائی اور محبوبِ خدا کے فدائی اُس روشن و تابان جماعت مین داخل ہوکر جسمین امیر و محسن و شہید و شہیدی وغیرہ ممتاز اصحاب ہین جوشِ اخلاص سے نعت شریف مین رطب اللسان رہتے ہین۔ اِسکے صلے مین بارگاہِ رسالت سے جو کچھ عطا ہو آپ اُسکے مستحق ہین۔

فقط نعت گوئی سے اے شاد تجکو

یہ عزت ملی ہے یہ رتبہ ہوا ہے

افسر مینائی

تاریخ

کیا کلامِ دلربا ہی کیا سخن ہی دلنشین — مرحبا صد مرحبا اے آفرین صد آفرین

ایک اک مصرع یہ کہتا ہی زبانِ حال سی — نعت گوئی مین جنابِ شاد کا ثانی نہین

بندشین یون چست جیسی حور کی چوٹی گندھی — لفظ ہین یون برمحل جیسے انگوٹھی مین نگین

مصرعِ تاریخ بھی اختر نے برجستہ کہا — نعتِ پاک جوہرِ جان رحمۃ للعالمین

۱۳ھ ۲۵

ولہ

مرحبا کیا نظم کی نکلی کتاب — جسمین اک اک باب ہی جنت کا باب

نعتیہ اشعار ہین سب نور کے — کوئی ہے مہتاب کوئی آفتاب

مدح لکھکر سرورِ کونین کی — خوب ہی لوٹا مصنف نے ثواب

عید اے اختر ہوئی عشاق مین — چھپ گیا جب یہ کلامِ انتخاب

ہاتھ آیا ایک مصرع سال کا — دفترِ نعت بنی ہی لاجواب

۱۳۲۵ھ

ولہ

شاد ہین دل سے ثناخوانِ رسول ؐ | ہدیۂ شاد نہ کیون ہو مقبول
طبع کا سال یہ اختر نے لکھا | دیکھیے خوب کھلی نعت کے پھول
۱۳۲۵ھ

ولہ

اس نعت مین واللہ عجب رنگت ہے | ہر صفحۂ دیوان چمن جنّت ہے
تاریخ کی مجکو جو ہوئی فکر اختر | ہاتف نے کہا خزانۂ رحمت ہے
۱۳۲۶ھ

ولہ

ہے نعتیہ کلام کا اختر مزہ جنھین | کہتے ہین وہ کہ دولت سرمد کلام ہے
جیسا کلام ویسی ہی تاریخ بھی ہوئی | سرمایۂ شفاعت احمدؐ کلام ہے
۱۳۲۶ھ

از مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب آصفی نظامی سررشتہ دار دفتر معتمدیِ صرفِ خاص

اختر اوجِ وزارت نیر برجِ شرف | گوہر بحر امارت فضلِ دولت رانگین

قوت بازوے دارائی یمین السلطنت — آنکه باشد پنجهٔ اقبال بخشش آهنین

سر مهاراجه کشن پرشاد دستور دکن — کز شکوه از علو باشد سپهر هفتمین

حجت از بهر سلف برهان بود بهر خلف — اعتبار اوّلین و افتخار آخرین

تازه طرح گلشن نعت رسول الله ریخت — بلبل شاخ نهال او بود روح الامین

از گل هر لفظ جو شد بوے اخلاص نبی — از بهار نعت دیوانش بود خلد برین

آن نبی الله که از مهرش بود در روز جزا — جاے جاودستان خاص فردوس برین

بارک الله از فصاحت ثانی حسان بود — پایگاهش دیگر است از نعت ختم المرسلین

نیست دیوان چشمهٔ آب بقا باشد گرو — زنده ماند خضر جان تا دورهٔ چرخ برین

بے گمان بخشند در روز جزا از جاے او — خلعت اقبال در درگاه رب العالمین

از کلامش چاشنی در میریزد اثر — میکند بیتاب هر لفظش دل جان حزین

ظلمت اوهام امکان شست آب پرتوش — کرد روشن آنچنان در بزم دل شمع یقین

از بلاغت پایهٔ والاے سحبان داشته — بر بلیغ الفاظ او گوید بلاغت آفرین

معنی او فرّه دارد از فروزان اختری ‌ ‌ ‌ لفظ او دارد فروغی روکش دُرّ ثمین

فکر او دریاست دریائے که دارد موج آن ‌ ‌ ‌ جائے قطره گوهر شهوار اندر آستین

دارد از فیض بهار طبع رنگینش مدام ‌ ‌ ‌ از مضامین صفحهٔ اوراق طرح گلزمین

طبع او در بزم اهل ذوق باشد ساقی ‌ ‌ ‌ گر معانی باده در الفاظ دارد ساتگین

نسخهٔ دیوانش از خوبی بود لیلیٰ ادا ‌ ‌ ‌ شعر او مجنون نهادان راست الف عنبرین

از لطافت گلشن دیوان رنگینش بود ‌ ‌ ‌ جَنَّةٌ مِن تحتها یجری لنا الماءُ المعین

او بود خورشید پرتو او بود نیسان نوال ‌ ‌ ‌ طبع او را مایه دریا و کان در آستین

ز انتساب طبع و آلایش رود فر و شکوه ‌ ‌ ‌ چون سپهر اولین از پستی سطح زمین

از طرب انگیزی معنی ببزم ذوق و شوق ‌ ‌ ‌ کلک او دارد نوائے تار چنگ راستین

آستین مجره دست صدرت دارد مگر ‌ ‌ ‌ میکند هر دم نثار کلک او در ثمین

جائے نکهت موجهٔ انوار سے خیزد ازو ‌ ‌ ‌ پرتو خورشید دارد در مداد عنبرین

در صنم زار خیال اوست بهر زیب حسن ‌ ‌ ‌ از مدادش قشقهٔ رعنا بتان را بر جبین

نثر او مانند سجعہ مشک افشان پری
شعر او مانند دل آویز زلف عنبرین

نوبہار نطقش از بزنگ بوی جان فزا
می فشاند لالہ و گل می او ندیا آیین

ہست بر کام دل شیرین مذاقان سخن
شاہد شیرین ادا دیوان زلعل شکرین

مہر دیوانش ز چرخ طبع چون پرتو فشاند
از فروغش شد دو بالا نور در چشم یقین

آصفی ہم از شعاعش اقتباس نور کرد
میکند بر بخت تحسین و لطالع آفرین

از مولنا ترک علیشاہ صاحب ترکی

چہ نظم خوش جناب شاد گفتہ
تو گوئی گوہر نایاب سفتہ

چو شد مطبوع ترکی ہدیہ شاد
نوشتم سال او لعت شگفتہ
۱۳۲۵ھ

از حافظ جلیل حسن صاحب جلیل

جلیل رنگ مین ڈوبا ہوا ہی ہدیہ شاد
یقین ہی کہ پسندیدہ انام یہ ہو

دعا بھی ہے یہی تاریخ طبع بھی ہے یہی — قبولِ خاطرِ محبوب یہ کلام یہ ہو
۱۳۲۵ھ

ولہ

نعتیہ نظم کو سخن کے لیے — مایۂ افتخار و ناز کہو
اور مداحِ مصطفٰے کو جلیل — سب سے بڑھکر سخن طراز کہو
جب یہ کہہ لو تو پھر لے تاریخ — مدحِ پیغمبرِ حجاز کہو
۱۳۲۶

ولہ

کس منہ سے اُس کلام کی تعریف ہو سکے — جسمیں ہو ذکرِ پاک شہِ کائنات کا
تاریخِ طبع میں نے جو پوچھی جلیل سے — بولا کہ یہ سخن ہے وسیلہ نجات کا
۱۳۲۶ھ

ولہ

نکلا ہے بڑی چاہ کا ارمان کا دیوان — جسپر یہ گمان ہے کہ ہے حسّان کا دیوان
آتی ہے گلِ نعت سے خوشبوے محمّد — اک باغِ مدینہ ہے یہ دیوان کا دیوان
۱۳۲۶ھ

ولہ

[illegible] نا یہ ہے کہ ای غافل | خودی کو بھول حبیبِ خدا کی یاد نہ بھول
جلیل عرش سے آیا ہے مصرعِ تاریخ | درود پڑھنے کی قابل ہین نعتِ پاک کے پھول
۱۳۲۵ھ

ولہ

لاکھون مین یہ رنگین سخن ہے تُو دای صلِ علیٰ | اس رنگ سے رنگِ چمن ہو گر دای صلِ علیٰ
تاریخ اس دیوان کی تو نے جلیل اچھی کہی | ہے کیا کلامِ نعت بھی پُر درد ای صلِ علیٰ
۱۳۲۶ھ

ولہ

کوئی دیکھے یہ نعت کے اشعار | کسقدر جوش ہے عقیدت کا
تشنہ کاموں مین شور ہے یہ جلیل | بارک اللہ ہے چشمہ رحمت کا
۱۳۲۵ھ

ولہ

یہ درد کی باتین یہ سخن کا اثر | پتھر بھی اگر دل ہو تو پیدا ہو گداز
مطلوب جو تاریخ ہو دیوان کی جلیل | دو بار کہو ہے نعت گوئی اعجاز
۱۳۲۶ھ

ولہ

اس سخن پر غش ہین سب وارفتۂ روی حبیب | کیون نہو آتی ہے ہر ہر لفظ سی بوی حبیب

وجد مین آ کر کہی تاریخ مین نے ای جلیل | ہین دواے دردِ دل اذکارِ دلجوی حبیب

١٣٢٦ھ

ولہ

یہ گلشن نعت کا یارب سدا [illegible] | قضا پر اسکی قدسی لوٹ ہون رضوان کو سکتا ہو

جلیل اس گلشن [illegible] ہین یہ پر طبعی مصرع | عجب ہے رنگ گویا طائر سدرہ چہکتا ہو

١٣٢٦ھ

از مولوی غلام مصطفے صاحب رسا تخلص

شاد نے خوب نعت لکھی ہے | نظم مقبول ہے سحر بالتحقیق

سالِ تاریخِ طبع کہدے رسا | ہو یہ شاد گلشنِ توفیق

١٣٢٥ھ

از مولوی سید ظہیر الدین حسن خانصاحب ظہیر دہلوی

ہوا مطبوع لو یہ گلشنِ نعت | کلامِ پاکِ مصدرِ فیض بنیاد

مصنف اسکے ہین وہ ابر نیسان　　گہر افشان ہے جنکی طبع جواد

یمین السلطنتہ دستور سلطان　　مہاراجہ بہادر حضرت **شاد**

سخن کے زور سے ہوتا ہے ظاہر　　کہ اپنے وقت کے بیشک ہین اُستاد

عیان ہے فکر سے نازک خیالی　　مضامین خیز ہے طبع خداداد

عجب دلکش ہین مضمون دل آویز　　فسونگر ہے زبان فیض ارشاد

غزالان ختن ہین شاہد فکر　　کہ دلکی گھات مین ہین شوخ صیاد

عروسان پری پیکر ہین اشعار　　کہ ہر مصرع ہی اک شوخ پریزاد

یہ وہ گلزار ہے ہر نخل جسکا　　ریاض خلد کا ہے سرو آزاد

شجر کیسا کہ ہر مصرع موزون　　بجائے خود ہے رشک سرو شمشاد

سراپا نعت حضرت سے ہے مملو　　یہ گلشن بھی ہے رشک باغ شداد

سراپا فیض ہے دیوان کہ ہر شعر　　بجائے خود سند ہے بہر اُستاد

ظہیر اس باغ کی تھی فکر تاریخ　　ہوا یہ ہاتف غیبی سے ارشاد

مرآوت سے لکھے سالِ تاریخ	نگارستانِ چینی نقشِ بہزاد ۱۳۲۵ھ
دعا ہے یہ جنابِ ایزدی سے	رہے یہ باغ دلکش شادؔ وآباد ۱۹۰۷ء

از مولوی محمد مظفر الدین صاحب معلی تخلص

تیرے حبیبِ پاک کے دربارِ خاص میں	ہدیہ یہ شادؔ کا بھی الٰہی قبول ہو
تاریخ طبع اسکی معلیؔ نے کی یہ عرض	مطبوعِ طبع احسن خاصِ رسول ہو ۱۳۲۵ھ

ولہ

شکرِ حق اندنوں دستورِ سخنِ آصف نے	نعتیہ لکھا ہے دیوان نہایت مرغوب
سالِ طبع اسکا یہ فصلی بھی معلیؔ نے کہا	ہدیۂ شادؔ ہو مقبولِ شہنشاہِ قلوب ۱۳۱۷ف

ولہ

دُرِ بیرنگ سخن چون بہ نعتِ شاہِ رسل	دُرِ معانیِ روشن بسلکِ مضمون سُفت
دل معلیؔ بتاریخ طبع دیوانش	پسندِ خاطرِ شاہِ اُمم بود سُن گفت ۱۳۲۵ھ

تمت